عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ ختمِ نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

جلد: ۲۱ | ۱۳ تا ۱۹ ذی قعدہ ۱۴۲۳ھ بمطابق ۱۷ تا ۲۳ جنوری ۲۰۰۳ء | شمارہ: ۳۴

قیمت: ۷ روپے

مالیخولیا اور مرزائیت

اسلام اور مسلمان

تقویٰ کیا ہے؟

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ

کیا گناہ ترک کیا جاسکتا ہے؟

نوجوان نسل میں دینی بیداری

Email: editorkn@yahoo.com
Website: http://www.khatme-nubuwwat.org

قادیانی عقیدہ کے مطابق مرزا غلام احمد قادیانی ہی (نعوذ باللہ) محمد رسول اللہ ہیں:

س:...... ''آپ کے مسائل'' کے زیر عنوان آپ نے مسلمان اور قادیانی کے کلمہ میں کیا فرق ہے؟ میں مرزا بشیر احمد صاحب کی تحریر کا حوالہ دے کر لکھا ہے کہ:

''یہ مسلمانوں اور قادیانیوں کے کلمہ میں دوسرا فرق ہے کہ مسلمانوں کے کلمہ شریف میں ''محمد رسول اللہ'' سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہیں اور قادیانی جب محمد رسول اللہ کہتے ہیں تو اس سے مرزا غلام احمد قادیانی مراد ہوتے ہیں۔''

مکرم جناب مولانا صاحب! میں خدا کے فضل سے احمدی ہوں اور اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر جان کر حلفیہ کہتا ہوں کہ میں جب کلمہ شریف میں ''محمد رسول اللہ'' پڑھتا ہوں تو اس سے مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہوتے ہیں ''مرزا غلام احمد قادیانی'' نہیں ہوتے۔ اگر میں اس معاملہ میں جھوٹ بولتا ہوں تو اللہ تعالیٰ اس کے فرشتوں اور تمام مخلوق کی طرف سے مجھ پر ہزار بار لعنت ہو اور اسی یقین کے ساتھ یہ بھی کہتا ہوں کہ کوئی احمدی کلمہ شریف میں ''محمد رسول اللہ'' سے مراد بجائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ''مرزا غلام احمد قادیانی'' نہیں لیتا۔ اگر آپ اپنے دعوے میں سچے ہیں تو اسی طرح حلفیہ بیان شائع کروائیں کہ درحقیقت احمدی لوگ (یا آپ کے قول کے مطابق قادیانی) کلمہ شریف میں ''محمد رسول اللہ'' سے مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہیں بلکہ مرزا غلام احمد قادیانی لیتے ہیں۔ اگر آپ نے ایسا حلف شائع کروادیا تو سمجھا جائے گا کہ آپ اپنے بیان میں مخلص ہیں اور پھر اللہ تعالیٰ فیصلہ کردے گا کہ کون اپنے دعوے یا بیان میں سچا اور کون جھوٹا ہے؟ اگر آپ نے ایسا نہ کیا تو ظاہر ہوجائے گا کہ آپ کے بیان کی بنیاد خلوص، دیانت اور تقویٰ پر نہیں بلکہ یہ محض ایک کلمہ گو جماعت پر افترا اور اتہام ہوگا جو ایک عالم کو زیب نہیں دیتا۔

ج:...... نامہ کرم موصول ہوکر موجب سرفرازی ہوا۔ جناب نے جو کچھ لکھا میری توقع کے عین مطابق لکھا ہے۔ مجھے یہی توقع تھی کہ آپ کی جماعت کی نئی نسل جناب مرزا صاحب کے اصل عقائد سے بے خبر ہے اور جس طرح عیسائی ''تین ایک، ایک تین'' کا مطلب سمجھے بغیر اس پر ایمان رکھتے ہیں اور ساتھ ہی توحید کا بھی بڑے زور شور سے اعلان کرتے ہیں، کچھ یہی حال آپ کی جماعت کے افراد کا بھی ہے۔

آپ نے لکھا ہے کہ آپ ''محمد رسول اللہ'' سے مرزا صاحب کو نہیں بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی ذات عالی کو مراد لیتے ہیں اور یہ کہا کہ اگر آپ ایسا عقیدہ نہ رکھتے ہوں تو فلاں فلاں کی ہزار لعنتیں آپ پر ہوں، مگر آپ کے مراد لینے یا نہ لینے کو میں کیا کروں؟ مجھے تو یہ بتایئے کہ میں نے یہ بات بے دلیل کہی یا مدلل؟ اور اپنی طرف سے خود گھڑ کر کہہ دی ہے یا مرزا صاحب اور ان کی جماعت کے حوالوں سے؟ جب میں ایک بات دلیل کے ساتھ کہہ رہا ہوں تو مجھے قسمیں کھانے کی کیا ضرورت؟ اور اگر قسموں ہی کی ضرورت ہے تو میری طرف سے اللہ تعالیٰ ''انک رسول اللہ'' کی قسمیں کھانے والوں کے مقابلے میں ''انھم لکاذبون'' کی قسم کھاچکا ہے۔

میرے بھائی! بحث قسموں کی نہیں، عقیدے کی ہے۔ جب آپ کی جماعت کا لٹریچر پکار رہا ہے کہ مرزا صاحب ''محمد رسول اللہ'' ہیں، وہی رحمۃ للعالمین، وہی ساقی کوثر ہیں، انہی کے لئے کائنات پیدا کی گئی، انہی پر ایمان لانے کا سب نبیوں سے (بشمول محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے) عہد لیا گیا ہے، اور مصطفیٰ اور مرزا میں سرے سے کوئی فرق ہی نہیں بلکہ دونوں بعینہ ایک ہیں وغیرہ وغیرہ اور اسی پر بس نہیں بلکہ یہ بھی فرمایا جاتا ہے کہ مرزا صاحب چونکہ بعینہ محمد رسول اللہ ہیں، اس لئے ہمیں کسی اور کلمے کی ضرورت نہیں، ہاں! کوئی دوسرا آتا تو ضرورت ہوتی، اور پھر اسی بنیاد پر پرانے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ماننے والوں کو منہ بھر کر کافر بھی کہا جاتا ہے کیونکہ وہ نئے محمد رسول اللہ کے منکر ہیں، تو فرمایئے کہ آپ کے ان سب عقائد کو جاننے کے باوجود میں کس دلیل سے تسلیم کرلوں کہ آپ نئے محمد رسول اللہ کا نہیں بلکہ اسی پرانے محمد رسول اللہ کا کلمہ پڑھتے ہیں؟ اگر جناب کو میرے درج کردہ حوالوں میں شبہ ہو تو آپ (دفتر ختم نبوت) تشریف لاکر ان کے بارے میں اطمینان کرسکتے ہیں۔

http://www.khatme-nubuwwat.org

ہفت روزہ ختم نبوۃ

سرپرست اعلیٰ
حضرت خواجہ خان محمد مدظلہ

سرپرست
حضرت سید نفیس الحسینی دامت برکاتہم

مدیر اعلیٰ
مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ
مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر
مولانا اللہ وسایا

جلد: ۲۱ | ۳ تا ۱۹ ذی قعدہ ۱۴۲۳ھ بمطابق ۷ تا ۲۳ جنوری ۲۰۰۳ء | شمارہ: ۳۴

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
امام اہل سنت حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ

مجلس ادارت

مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر
مولانا عبدالرحیم اشعر
علامہ احمد میاں حمادی
مولانا نذیر احمد تونسوی
مولانا منظور احمد الحسینی
مولانا سعید احمد جلال پوری
صاحبزادہ طارق محمود
مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی

سید اطہر عظیم
سرکولیشن منیجر: محمد انور رانا
ناظم مالیات: جمال عبدالناصر شاہد
قانونی مشیران: حشمت حبیب ایڈووکیٹ، منظور احمد میؤ ایڈووکیٹ
ٹائٹل وتزئین: محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان

اس شمارے میں

اداریہ 4
تمام امور اللہ کے سپرد کردو (مولانا عبدالرحمٰن) 6
اسلام اور مسلمان (مولانا سید عبداللہ محمد الحسنی ندوی) 7
تربیت افراد میں مزاج وحالات کی رعایت (محمد سعید اسعد) 11
نوجوان نسل میں دینی بیداری (مولانا سید محمد رابع حسنی) 12
تقویٰ کیا ہے؟ (مولانا محمد الحسنیؒ) 14
دعا میں حمد وثنا اور درود کی اہمیت (مفتی عمر فاروق) 15
حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ (مولانا ماجد حسن) 18
کیا گناہ ترک کیا جا سکتا ہے؟ (مولانا محمد اکرم کشمیری) 20
حضرت مفتی عبدالقادر کی چند حسین یادیں (حافظ محمد اسحاق ملتانی) 21
مالیخولیا اور مرزائیت (مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ) 23

زر تعاون اندرون ملک

فی شمارہ: ۷ روپے
ششماہی: ۱۷۵ روپے سالانہ: ۳۵۰ روپے
چیک/ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت
اکاؤنٹ نمبر 363-8 اور اکاؤنٹ نمبر 927-2
الائیڈ بینک، بنوری ٹاؤن برانچ کراچی پاکستان ارسال کریں

زر تعاون بیرون ملک

امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۰ ڈالر
یورپ، افریقہ: ۷۰ ڈالر
سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۱۶۰ امریکی ڈالر

لندن آفس:
35,Stockwell Green,
London, SW9 9HZ U.K.
Ph: 0207-737-8199

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۵۱۴۱۲۲-۵۸۳۴۸۶ فیکس: ۵۴۲۲۷۷
Hazoori Bagh Road, Multan.
Ph: 583486-514122 Fax: 542277

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی۔ فون: ۷۷۸۰۳۳۷، فیکس: ۷۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A. Jinnah Road, Karachi
Ph: 7780337 Fax:7780340

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری طابع: سید شاہد حسن مطبع: القادر پرنٹنگ پریس مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

ختم نبوۃ

اداریہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قادیانیوں کی ارتدادی سرگرمیوں کی روک تھام ضروری ہے

کچھ عرصے سے قادیانیوں نے اندرون سندھ کے مختلف شہروں میں پھر پرپُرزے نکالنے شروع کردیے ہیں اور مختلف حوالوں سے قادیانیت کی تبلیغ ازسرنو شروع کردی ہے۔ اطلاعات کے مطابق کنری اور باندھی کو قادیانیوں نے بطورِ خاص اپنی ارتدادی سرگرمیوں کا مرکز بنایا ہوا ہے۔ تفصیلات کے لئے درج ذیل خبریں ملاحظہ فرمایئے:

"کنری میں قادیانیوں کی تبلیغی سرگرمیوں کے خلاف احتجاج کا اعلان

سرعام جلسہ کرنے اور مسلمانوں کو مدعو کرنے کے خلاف مذہبی جماعتوں میں اشتعال، پولیس سے کارروائی کا مطالبہ

کنری (نمائندہ خصوصی) کنری اور اس کے گردونواح میں قادیانیوں کی بڑھتی ہوئی تبلیغی سرگرمیوں پر مذہبی جماعتوں میں سخت اشتعال پھیل گیا ہے اور علماً نے شکایات کے باوجود اقدام نہ اٹھانے پر انتظامیہ کے خلاف جمعہ کے روز احتجاج کی دھمکی دی ہے اس ضمن میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنماؤں ماسٹر عبدالواحد، مولانا امان تونسوی، مولانا عبدالغفور قاسمی اور عبدالرشید بھٹی نے صحافیوں کو بتایا کہ گزشتہ روز نبی سر روڈ کے قریب قادیانی اسٹیٹ میں قادیانی جماعت کے مقامی افراد احسان اللہ قادیانی اور ڈاکٹر نصیر احمد قادیانی نے ایک جلسہ منعقد کروایا جس میں مسلمانوں کی ایک کثیر تعداد کو بھی مدعو کیا گیا تھا۔ جلسے میں میرپورخاص کے قادیانی ڈاکٹر عبدالمنان اور نوکوٹ کے محمود قادیانی نے خصوصی شرکت کی۔ مذکورہ رہنماؤں نے بتایا کہ قادیانی جلسے کی بروقت اطلاع ایس ایچ او کنری کو دی گئی جنہوں نے اس کا کوئی نوٹس نہ لیا۔ دریں اثناً عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ مولانا محمد علی صدیقی نے کہا ہے کہ انتظامیہ کی غفلت کے باعث قادیانیوں نے اپنی تبلیغی سرگرمیاں کافی تیز کردی ہیں جو کہ سادہ لوح مسلمانوں کے ایمان پر ڈاکے ڈال رہے ہیں اور ہر طرح کا لالچ دے رہے ہیں، مسلمان اس کو کسی بھی صورت برداشت نہیں کریں گے۔ انہوں نے ایس ایچ او کنری کے رویئے کی شدید الفاظ میں مذمت کرتے ہوئے مطالبہ کیا کہ اگر ڈی پی او میرپورخاص نے ملوث قادیانیوں اور ایس ایچ او کے خلاف کوئی کارروائی نہ کی تو جمعہ کے روز کنری میں شدید احتجاج کیا جائے گا۔"

(روزنامہ امت ۳/جنوری ۲۰۰۳ء)

"باندھی میں مسلمانوں کو قادیانی بنانے کی سازش ہو رہی ہے

باندھی (غلام محمد غوری) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع نواب شاہ کے سابق امیر و مہتمم جامعہ عربیہ انوار الہدیٰ باندھی، خطیب جامع مسجد مدینہ علامہ عبدالرحیم گیلانی نے شہر کے معززین مذہبی وسیاسی وسماجی اور صحافیوں کے اعزاز میں عید ملن پارٹی کا اہتمام کیا، جس میں سابق چیئرمین ٹاؤن کمیٹی باندھی حاجی محمد یوسف ڈاہری، رئیس میر محمد حسین جمالی، محمد عبداللہ سانگری، محمد اسماعیل چانڈیو، جے یو آئی ضلع نواب شاہ کے جنرل سیکریٹری مولانا عبدالکریم بروہی، حافظ عبدالستار راجن، موج الدین ٹگٹی، شفیع محمد بروہی، ثناء اللہ جمالی، صحافیوں میں غلام محمد غوری، بشیر احمد غوری، سرور رحمانی، جی این معصوی اور شہر کے سینکڑوں معززین نے شرکت کی۔ عید ملن پارٹی سے خطاب کرتے ہوئے علامہ عبدالرحیم بروہی نے کہا کہ شہری شہر کے مسائل کے لئے آگے بڑھیں اور اپنے شہر کو صاف ستھرا کریں اور انشاء اللہ ہم سنت نبویؐ پر عمل کرتے ہوئے ہر باطل سے ٹکرائیں گے اور ختم نبوت کے پروانے عظمت مصطفیٰ پر اپنی جانیں نچھاور کرتے رہیں گے اور مسلمان قادیانی فتنے سے ہوشیار رہیں، کیونکہ باندھی شہر میں قادیانیوں نے اپنے پنجے گاڑنا شروع کردیے ہیں جس کی واضح مثال قادیانی مرتدین کی جانب سے باندھی شہر میں ٹاؤن کمیٹی کے سامنے اپنے قادیانی ہیڈ کوارٹر کی تعمیر ہے، جس میں سادہ لوح مسلمانوں کو قادیانی بنانے کی ناپاک سازش ہو رہی ہے اور قادیانی ہر جمعہ کو دور دراز سے خوبصورت لڑکیاں جمع کرتے ہیں اور پھر وہ لڑکیاں نو عمر مسلمانوں کو تبلیغ کرتی ہیں لہٰذا اعلیٰ حکام اور مقامی انتظامیہ اس فتنے کو لگام دیں اور تعمیرات کو رکوائیں بصورت دیگر ختم نبوت کے پروانے اپنی جانوں کی پرواہ کئے بغیر اس فتنے اور ہیڈ کوارٹرز کو نیست ونابود کردیں گے۔"

(روزنامہ اسلام ۲۷/دسمبر ۲۰۰۲ء)

ختم نبوۃ

ان واقعات کے بعد عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم اعلیٰ حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری مدظلہ نے متعلقہ اضلاع میں کام کرنے والے جماعتی مبلغ سے تفصیلات معلوم کیں، جس کے بعد عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی جانب سے درج ذیل اخباری بیان جاری کیا گیا:

''حکومت قادیانیوں کو آئین کا پابند کرے: مولانا محمد علی صدیقی

کراچی (پ ر) حکومت اندرون سندھ قادیانی سازشوں کا نوٹس لے۔ قادیانی جس انداز میں کام کر رہے ہیں اس سے مسلمانوں کے جذبات مشتعل ہو رہے ہیں۔ ان خیالات کا اظہار عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری، مولانا غلام حسین، ڈاکٹر دین محمد فریدی نے حج پر روانگی سے قبل سندھ کے مبلغ مولانا محمد علی صدیقی سے اندرون سندھ کے حالات سن کر کیا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سندھ کے مبلغ مولانا محمد علی صدیقی نے ان حضرات کو بتایا کہ اندرون سندھ کے ضلع میر پور خاص میں قادیانیوں کی کافی زمینیں ہیں اور یہاں کے وہ بااثر زمیندار ہیں، اس علاقہ کے غریب مسلمانوں کو یہ قادیانی اپنی تبلیغ کا نشانہ بناتے رہتے ہیں اور اس علاقہ میں خاص کر ایک قادیانی ڈاکٹر عبدالمنان ہے جو فضل عمر کے نام سے میر پور خاص میں ہسپتال چلا رہا ہے اور دیہاتوں میں فری ڈسپنسری کی آڑ میں قادیانی مذہب کی تبلیغ کرتا ہے اور علاقہ کے غریب لوگوں کو یہ بھی باور کراتا ہے کہ حکومت بھی اس پر ہاتھ نہیں ڈال سکتی، وہ اس لئے کہ وہ سابق وزیر اعظم محمد خان جونیجو کے خاندان کا خصوصی معالج ہے۔ ۳۱/ دسمبر کو اسی ڈاکٹر عبدالمنان اور ایک بدنام زمانہ قادیانی محمود نے نبی سررو ڈ تعلقہ کنری کے قریب ایک گاؤں احمد آباد اسٹیٹ میں قادیانیت کی تبلیغ کا پروگرام کیا تھا۔ مولانا محمد علی صدیقی نے وفد کو بتایا کہ پاکستان میں قادیانیوں نے نصرت آباد، ناصر آباد، احمد آباد، محمد آباد، نواز آباد اور محمود آباد اسٹیٹس قائم کی ہوئی ہیں اور ان کو وہ اپنی اسٹیٹ کہتے ہیں۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنماؤں نے حکومت سے کہا کہ پاکستان خود ایک اسٹیٹ (ریاست) ہے، اس میں قادیانیوں کی اسٹیٹس (ریاستوں) کا کیا جواز ہے؟ یہ ریاست در ریاست کے انداز پر ملک کے اندر ایک نیا ملک بنانے کی سازش ہے جسے ہر قیمت پر ختم کیا جانا چاہئے۔ انہوں نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ وہ اس پر غور کرے کہ کیا یہ ملک سے غداری نہیں؟ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنماؤں نے مزید کہا کہ حکومت قادیانیوں کو آئین کا پابند کرے، کیونکہ آئین نے ان کی تمام اسلام دشمن سرگرمیوں پر پابندی عائد کی ہوئی ہے لیکن قادیانی آئین کی پاسداری نہیں کرتے جس کی روک تھام کے لئے حکومت کو ٹھوس اقدامات کرنے چاہئیں۔''

ملاحظہ فرمایئے کہ قادیانیوں کی شرانگیزی کس درجہ بڑھ چکی ہے کہ وہ کھلے بندوں اپنی ارتدادی تبلیغ میں مصروف عمل ہیں اور انتظامیہ انہیں تمام تر قانونی پابندیوں کے باوجود تحفظ فراہم کر رہی ہے۔ قادیانی اسلام کی مخالفت میں ابوجہل اور ابولہب کی طرح واقع ہوئے ہیں۔ مسیلمہ کذاب کی معنوی اولاد مرزا غلام احمد قادیانی نے جس طرح اسلام کو نقصان پہنچایا، اتنا نقصان شاید گزشتہ ادوار میں بھی نہ پہنچایا گیا ہو۔ یہی وجہ ہے کہ اسے ان تیس بڑے جھوٹوں اور دجالوں میں گردانا جاتا ہے جن کے فتنے سے امت کو عمومی طور پر زیادہ نقصان پہنچا اور جن کی ابتدا مسیلمہ کذاب سے ہوئی اور انتہا کانے دجال پر ہوگی۔ زن، زر، زمین کی آڑ میں مفلوک الحال افراد کو قادیانی بنانے کا حربہ قادیانی امت کافی عرصے سے استعمال کر رہی ہے، لیکن اس کا نتیجہ سوائے اس کے اور کچھ نہیں نکلا کہ چند ہندو اور دیگر بدعقیدہ افراد دائرہ قادیانیت میں داخل ہو گئے اور بس۔ اس سے زیادہ قادیانی خود جانتے ہیں کہ وہ کوئی ''کارنامہ'' انجام نہ دے سکے۔ ہندوؤں یا دیگر مذاہب کے افراد کو قادیانی بنا کر قادیانی خوشی سے پھولے نہیں سماتے کہ گویا انہوں نے کوئی بہت بڑا معرکہ سر کر لیا ہے، لیکن اس کی حیثیت اس سے زیادہ کچھ نہیں کہ ان نو قادیانیوں نے کفر سے بڑھ کر زندقہ اختیار کر لیا اور اس طرح اپنے کفر میں اور بھی شدید اور پکے ہو گئے۔ قادیانیوں کی جانب سے مختلف علاقوں میں اسٹیٹس یا ریاستیں قائم کرنا بذات خود اس بات کی دلیل ہے کہ وہ پاکستان کے غدار ہیں۔ اس لئے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا یہ موقف بالکل درست ہے کہ پاکستان خود ایک اسٹیٹ (ریاست) ہے، اس میں قادیانیوں کی اسٹیٹس کا کیا جواز ہے؟ یہ ریاست در ریاست کے انداز میں ملک کے اندر ایک نیا ملک بنانے کی کوشش ہے جسے ہر قیمت پر ختم کیا جانا چاہئے۔ یہ صریح غداری ہے۔ اسی طرح قادیانیوں کا ملکی قوانین کی دھجیاں بکھیرتے ہوئے کھلے عام اپنے باطل مذہب کی تبلیغ کرنا اسلام اور آئین کا مذاق اڑانے کے مترادف ہے، جسے ہر قیمت پر روکنا ضروری ہے۔ حکومت کو چاہئے کہ وہ قادیانیوں کو آئین اور قانون کا پابند کرے۔ آئین اور قانون نے قادیانیوں کی تمام اسلام دشمن ارتدادی سرگرمیوں پر پابندی عائد کی ہوئی ہے لیکن قادیانی آئین کی پاسداری نہیں کرتے، جس کی روک تھام کے لئے حکومت کو ٹھوس اقدامات کرنے چاہئیں۔

ختم نبوۃ

اپنے تمام امور اللہ کے سپرد کردو

مولانا عبدالرحمٰن

تفویض کس طرح حاصل ہو؟

خدا کی تجویز میں اپنی تجویز کو فنا کردو ابتداء میں تو اہل اللہ کو یہ حالت تکلف کے ساتھ حاصل ہوتی ہے' خدا تعالیٰ کی حکمت وقدرت کو سوچ سوچ کر اپنے ارادہ وتجویز کو فنا کرنا پڑتا ہے' پھر یہ ان کے لئے امر طبعی بن جاتی ہے۔

تفویض حاصل کرنے کا دوسرا طریقہ:

اپنے ارادہ کو خدا کے ارادہ کا تابع کردیں کہ جو کچھ ہوگا' ہم اس پر راضی ہیں' اس پر عمل شروع کردیجئے اور برابر کرتے رہئے انشاء اللہ تعالیٰ ایک دن ملکہ راسخہ پیدا ہوجائے گا اور اسی سے راحت حاصل ہوگی' بغیر اس کے راحت نہیں مل سکتی اور یہ کچھ مشکل نہیں' کیونکہ کثرت تکرار سے سب کام آسان ہوجاتے ہیں' دیکھئے آج کل جو لوگ پختہ حافظ ہیں وہ پہلے ہی دن سے پختہ نہیں ہوئے بلکہ کثرت تکرار سے پختہ بنے ہیں یا آج جو خوش نویس ہے وہ کثرت مشق ہی سے خوش نویس ہوا ہے' اسی طرح کثرت تکرار سے تفویض حاصل ہوجائے گا' یہی عین عبدیت ہے اور بندگی ہے' غلام کو ایسا ہی ہونا چاہئے۔

اعتقاد تقدیر میں بڑی قوت ہے:

قلب کو جتنی قوت اعتقاد تقدیر سے ہوتی ہے ور کسی چیز سے نہیں ہوسکتی' کفار چاہے لاکھ یا قوتیاں کھائیں مگر اس اکسیر کے سامنے سب گرد ہیں' یہ قائل تقدیر کسی حالت میں متزلزل نہیں ہوسکتا' جو مصیبت سامنے آئے گی' یوں کہے گا کہ یہ تو مقدر تھی' ٹلنے والی نہ تھی' خواہ میں راضی ہوں یا ناراض۔

پھر خدا کی تقدیر سے ناراض ہوکر عاقبت بھی کیوں خراب کی' پھر اس کے ساتھ اس کے دل میں یہ آتا ہے کہ اس میں ضرور کوئی حکمت ہے۔

کامل کی شناخت:

مفوض کامل وہ ہے کہ اگر عمر بھر اس کے کان میں یہ آواز آئے "انك من اهل الجنة" یا یہ آواز آتی رہے کہ "انك من اهل النار" تو کسی وقت بھی عمل میں ذرہ برابر بھی کمی نہ کرے۔ بدستور کام میں لگا رہے' نہ پہلی آواز سے بے فکر ہو نہ دوسری آواز سے دل برداشتہ ہو۔

توکل مطلوب:

توکل مطلوب یہ ہے کہ تم اللہ تعالیٰ پر اعتقاد رکھو' اللہ تعالیٰ کے حکم کے بغیر کچھ نہیں ہوسکتا' جو وہ چاہیں گے وہی ہوگا اور خلاف شرع تدبیر نہ کرو' واللہ تم متوکل ہو۔

تمام تدابیر کے بعد تفویض ہی سے گرہ کھلتی ہے:

بہت سے واقعات ایسے ہوئے ہیں کہ جن میں تمام تدبیریں ختم ہوجاتی ہیں اور کام نہیں ہوتا' بس گرہ اس وقت کھلتی ہے جب بندہ یوں کہتا ہے کہ اللہ آپ ہی اس کام کو پورا کریں گے تو پورا ہوگا' میں تو عاجز ودرماندہ ہوں۔

مکمل تفویض کے حصول کا طریقہ:

مرتے وقت تفویض کلی اس کو حاصل ہے جو زندگی بھر اسی میں مشغول رہا ہو ورنہ موت کا وقت تو سخت نازک ہے' وہ تحصیل نسبت و طے مقامات و تکمیل تفویض کا وقت تھوڑا ہی ہے کہ اسی وقت کام شروع اور اسی وقت حاصل بھی کرلو۔

صاحب تفویض تدابیر کو محض سنت سمجھ کر کرتا ہے:

صاحب تفویض تو ہر امر میں ابتداً ہی سے تفویض کرتا ہے اور تدبیر جو کچھ کرتا ہے محض سنت و اطاعت سمجھ کر کرتا ہے' اس کی نیت یہ نہیں ہوتی کہ تدبیر ضرور کامیاب ہی ہو بلکہ وہ کامیابی اور ناکامی کو حق تعالیٰ کے سپرد کرکے کوشش کرتا ہے اور دونوں حالت میں راضی رہتا ہے۔

تفویض حقیقی کا معیار:

تفویض سے بڑھ کر راحت کا آلہ دنیا میں کوئی نہیں مگر راحت کی نیت سے تفویض کرنا دین نہیں بلکہ دنیا ہے' حقیقی تفویض وہ ہے جس میں یہ بھی نہ ہو کہ اس سے چین ملے گا بلکہ محض رضائے حق کا قصد ہو۔

(ملفوظات مجدد تھانویؒ)

☆☆..................☆☆

www.amtkn.com www.facebook.com/amtkn313 www.emaktaba.info

اسلام اور مسلمان

مولانا سید عبداللہ محمد الحسنی ندوی

آج ساری دنیا میں مسلمانوں کا شیرازہ بکھرا ہوا ہے' وہ فرقہ پرستی اور باہمی اختلافات میں گرفتار ہیں اور ایک دوسرے کے خلاف برسرپیکار ہیں' معمولی معمولی باتوں اور چھوٹے چھوٹے مسائل کے متعلق باہم دست و گریباں ہیں اور جزوی مسائل میں ایک دوسرے کو ذلیل و خوار کرنے کی ناپاک کوشش کررہے ہیں۔ یوں تو معرکہ آرائیاں صدیوں سے بلکہ قرن اول ہی سے چلی آرہی ہے' لیکن یہ بھی ایک ناقابل فراموش حقیقت ہے کہ اسلام مسلسل عروج وارتقا کی منازل طے کرتا رہا اور خطرات سے گزرتا رہا اور برابر ترقی کرتا رہا' اور مسلمانوں کا حال یہ رہا کہ وہ پسپائی کا شکار رہے اور ان کی باہمی قوت عمل میں برابر کمی آتی رہی' لیکن اسلام برابر آگے بڑھتا رہا' دیگر قومیں اس کے حقائق کو تسلیم کرتی اور اس میں داخل ہوتی رہیں۔ ان حالات سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث کی تصدیق ہوتی ہے' جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کے لئے تین دعائیں مانگی تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان میں سے دو دعاؤں کو شرف قبولیت سے نوازا' اور ایک دعا قبول نہیں ہوئی' پہلی دعا جو قبول ہوئی وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس امت محمدیہ کو کسی عام وباء کے ذریعہ ہلاک نہ کرے گا' اور دوسری یہ کہ اللہ تعالیٰ اس امت پر ان (مسلمانوں) کے علاوہ کسی ایسے شخص کو مسلط نہ کرے گا' جو ان کے گھر میں گھس کر ان کو نیست و نابود کردے' اور جو دعا قبول نہیں ہوئی' وہ یہ ہے کہ اس امت کے افراد ایک دوسرے سے لڑتے رہیں گے اور ان میں اختلاف ہوتا رہے گا' غالباً یہ اس لئے بھی ہوا تھا کہ پوری دنیا کے سامنے یہ حقیقت ظاہر ہوجائے گا کہ ''ان الدین عنداللہ الاسلام'' (آل عمران)۔ درحقیقت اللہ تعالیٰ کے نزدیک قابل قبول صرف دین اسلام اور ملت ابراہیمی: ''ومن یبتغ غیر الاسلام دیناً فلن یقبل منہ'' ہے (آل عمران) اور جو اس کے علاوہ کوئی دوسرا دین اختیار کرے گا تو وہ اس کو قبول نہیں۔ اس لئے کہ اسلام اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ و محبوب دین ہے۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے اسلام کا دروازہ ہر اس شخص کے لئے کھول دیا ہے جو اس کو قبول کرنا چاہے اور اللہ تعالیٰ کی دائمی اور لازوال کتاب (قرآن) ہر اس شخص کے سامنے کھلی ہوئی ہے جو اس کو پڑھ کر ہدایت حاصل کرنا چاہتا ہو' لہٰذا جو بھی اس کو مضبوطی سے تھام لے گا تو ہدایت کے راستہ کی حقیقت اس کے سامنے کھل جائے گی' اور وہ ایک مثالی انسان اور لوگوں کا مقتدیٰ بن جائے گا۔

اسلام اپنے خلاف کی جانے والی سازشوں کے باوجود برابر اپنا راستہ بناتا رہا ہے' نیز دعوت الی اللہ والی الرسول کے میدان میں اس کو ایسے مخلص داعی ومبلغین ملتے رہے ہیں' جنہوں نے اپنی زندگیوں کو اسلام کے لئے وقف کردیا۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام دوسرے مذاہب' خاص طور سے مسیحیت اور بدھ ازم سے کہیں آگے ہے' جن کے پاس تمام وسائل موجود ہیں اور جن کے پاس ترقی یافتہ حکومتوں کی جانب سے کمک بھی پہنچتی رہتی ہے۔

اسلام بذات خود پیکر حسن اور مجموعہ کمالات ہے' اس میں ایسی جاذبیت اور کشش ہے کہ لوگ اس کی طرف اس طرح کھنچے چلے آتے ہیں' جس طرح آہنی پارے مقناطیس کی طرف کھنچتے ہیں' اس کا حسن و جمال فطری اور طبعی ہے' اس کو ملمع سازی اور کشیدہ کاری کی چنداں ضرورت نہیں' بلکہ اس کی نمایاں خصوصیت ہی یہ ہے کہ وہ اپنے مطیع وفرمانبردار لوگوں کو زیور اخلاق اور زیور حسن سے آراستہ کرتا ہے' ان کی زندگی میں چار چاند لگا دیتا ہے' لیکن اس کے برعکس جو لوگ اس سے بیزاری و بے رغبتی کا اظہار کرتے ہیں اور اس کو مضبوطی سے نہیں پکڑتے' اور اس کے تقاضوں پر

عمل پیرا نہیں ہوتے تو اسلام بھی ان سے بیزار ہے اور اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کے بدلے ایسی قوم کو پیدا کر دیتا ہے' جس کی اطاعت وفرمانبرداری بے مثال ہوتی ہے اور جو سابقہ امت کے لوگوں کی بہ نسبت اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے زیادہ اطاعت گزار اور فرمانبردار ہوتے ہیں' لیکن یہ حقیقت ہے کہ جو لوگ اسلام کے ماننے والے ہوں گے اور اس دین حنیف کو اپنے سینہ سے لگائیں گے تو ان کی آپس کی معرکہ آرائیاں اور باہمی اختلافات ومشاجرات ان کو ذرہ برابر بھی نقصان نہ پہنچا سکیں گے کیونکہ ان کی بنائے حیات ایک ایسی اتحاد ووحدت پر ہے جو حقیقی' دائمی اور ایمانی وحدت ہے' جس کی اساس و بنیاد ایمان و قرآن پر ہے اور جس کا خمیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت اور اطاعت پر اٹھا ہے' اور یہی وہ وحدت ہے جو خانہ کعبہ (جو کہ روئے زمین پر اللہ تعالیٰ کا سب سے پہلا گھر ہے) کو قبلہ بنانے سے وابستہ ہے اور یہی وہ ایمان افروز وحدت ہے جس نے عہد صحابہ میں رومیوں کی امیدوں پر پانی پھیر دیا تھا جب کہ انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بعض مسائل پر اختلاف سے ناجائز فائدہ اٹھانا چاہا اور اسلامی حکومت پر قابض ہونے کی ناکام کوشش کی تھی' اس موقع پر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے باہمی اختلاف کے باوجود اس کا ایسا جواب دیا' جس سے رومیوں کی ہمت پست ہوگئی کہ پھر انہوں نے ایسی کوشش نہیں کی' حضرت امیر معاویہؓ نے یہ کہہ کر ان رومیوں کو خاموش کر دیا جو ان کے باہمی اختلاف کی بنیاد پر اسلامی شان وشوکت کو نقصان پہنچانا چاہتے تھے کہ ''اگر تم نے ادھر کا رخ کیا تو میں علیؓ کے لشکر کا ایک سپاہی بن کر تمہارا مقابلہ کروں گا۔''

جہاں تک غیر مسلموں اور گمراہ لوگوں کا تعلق ہے' جن کے سینے حسد اور کھوٹ سے بھرے ہوئے ہیں' وہ بھی اسلام اور مسلمانوں کے خلاف متحد ہو کر اس کو نقصان پہنچانے کے لئے تمام حربے استعمال کرتے رہے ہیں لیکن حقیقتاً ان کی یہ وحدت و یکجہتی نہایت ہی کمزور ہے کیونکہ یہ سلبی اور منفی بنیادوں پر قائم ہے' اس کی بنیاد محض بغض و عداوت اور جھوٹی باتوں اور جھوٹے پروپیگنڈوں پر قائم ہے' اس لئے ایسی وحدت و یکجہتی وقتی ثابت ہوتی ہے' قرآن کریم نے اس وحدت کی تصویر کشی نہایت بلیغ انداز میں کی ہے' جو وحدت ان یہودیوں کی شکل میں ظہور پذیر ہوئی ہے' جو اس وقت دنیا پر حکومت کر رہے ہیں اور اس سے بھی آگے کے خواب دیکھ رہے ہیں' امریکا اور دوسری عالمی حکومتیں انہی یہودیوں کی دست نگر اور انہی کی مرہون منت ہیں' چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''تم شاید یہ خیال کرتے ہو کہ یہ اکٹھے (اور ایک جان) ہیں مگر ان کے دل پھٹے ہوئے ہیں' اس لئے کہ یہ بے عقل ہیں۔'' (سورۂ حشر:۱۴)

قرآن نے ان کے اس منافقانہ اور خود غرضانہ اتحاد کی کیسی تصویر کشی کردی ہے اور تاریخ اس بات کی تصدیق کرتی ہے کہ ان کے درمیان آپس میں کیسی معرکہ آرائیاں ہوتی رہی ہیں اور یہ معرکہ آرائیاں یہود و نصاریٰ کے درمیان صدیوں سے چلی آرہی ہیں' ان کی وحدت و جمعیت محض عارضی اور وقتی ہے' یہ دائمی نہیں ہو سکتی' ان کی آپس کی جنگوں اور خون خرابہ کی تاریخ پڑھ کر انسانیت کی پیشانی عرق آلود ہو جاتی ہے' ان کی یہ خونی جنگیں عام لوگوں کی عصمت دری' آبروریزی' بے گناہ لوگوں کے قتل اور ظلم و سرکشی کی تمام انواع و اقسام پر مشتمل ہیں' جن کے تصور سے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں' ان کی داستان ظلم خونخوار درندوں' بھیڑیوں' چیتوں کو بھی مات کر دیتی ہے اور ستم بالائے ستم یہ کہ وہ اس پر فخر کرتے ہیں۔

لہٰذا جو تعلق اور اتحاد غیر مسلموں اور گمراہ لوگوں کے مابین قائم ہے یا اس وحدت کے درمیان قائم ہے جو سرکش و ظالم لوگوں کے واسطے سے وجود میں آتی ہے' یہ محض ظاہری اور منفی وحدت ہے اور ایک منفی نقطۂ نظر ہے جس کو بقاء نصیب نہیں' اس کو ایک نہ ایک دن تنزل و انحطاط کا شکار ہونا ہے' اور اس کے حامی اور زمین میں فساد برپا کرنے والے لوگ مسلمانوں سے خوفزدہ ہیں' یہ لوگ اہل ایمان کی جانب سے اٹھنے والی ہر آواز کو اپنے خلاف ایک زہر ہلاہل سمجھتے ہیں' اللہ تعالیٰ نے ان کی کیفیت ان الفاظ میں بیان فرمائی ہے:

''مسلمانو! تمہاری ہیبت ان لوگوں کے دلوں میں خدا سے بھی بڑھ کر ہے' یہ اس لئے کہ وہ لوگ ایسے ہیں کہ سمجھ نہیں رکھتے۔'' (سورۂ حشر:۱۳)

اور وہ تعلق جو اولیاء اللہ اور نیک و مخلص بندوں کے درمیان قائم ہوتا ہے اور وہ وحدت و جمعیت جو اسلام کے چار بنیادی اصولوں ایمان' قرآن' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور قبلہ پر قائم ہے' یہ ہمیشہ ہمیشہ باقی رہیں گے جب تک دنیا باقی ہے' اس وقت تک اس کا وجود باقی رہے گا' نہ اس کو آپس کا اختلاف ختم کر سکے گا اور نہ باہمی کشمکش

www.amtkn.com www.facebook.com/amtkn313 www.emaktaba.info

ے اس کا کچھ بگڑنے والا ہے کیونکہ اہل ایمان آپس میں ایک دوسرے سے محبت کرنے والے دوست ہیں' اگرچہ مومنین اور اللہ کے نیک بندوں میں آپس کا اختلاف نظر آ رہا ہو لیکن حقیقتاً ان کے دل ایک دوسرے سے ملے ہوئے ہیں اور وہ اندر سے ایک دوسرے سے وابستہ ہیں' ان کا اختلاف عارضی اور وقتی ہے جس طرح منکرین اسلام کا اتحاد اور وحدت عارضی اور وقتی ہے اور خود فطرت انسانی ایسے ہنگامی حالات کے جاری و ساری رہنے کو گوارا نہیں کر سکتی۔

لیکن جیسے جیسے مسلمان اسلام اور دین محمدیؐ سے قریب ہوتے جائیں گے اور اس کو اپنے سینے سے لگائیں گے' اللہ تعالیٰ کی نصرت و مدد ان کے شامل حال ہوتی جائے گی اور اس کے برعکس اگر وہ اس سے دور ہوتے گئے اور اس سے بیزاری کا اظہار کرتے رہے تو یقیناً ان کو سخت سے سخت آزمائشوں اور پریشانیوں سے گزرنا پڑے گا' اور ان کی جگہ ایسی قوم کو لا کھڑا کیا جائے گا جو معاندین اسلام کے مقابلہ میں نہایت سخت' اور آپس میں بڑی مہربان ثابت ہوگی' جس کے نتیجہ میں ان معرکہ آرائیوں کے بادل چھٹ جائیں گے اور ہنگامی حالات کا خاتمہ ہو جائے گا۔

ہم اللہ تعالیٰ سے دست بہ دعا ہیں کہ وہ ہمیں ان لوگوں کی صف میں شامل کر دے جو اس کی رسی کو مضبوطی سے پکڑتے ہیں' انتشار و اختلاف کا شکار نہیں ہوتے اور اللہ تعالیٰ کے راستہ میں اعلائے کلمۃ اللہ کی خاطر قرآن کریم کی آیت کے مصداق سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی طرح لڑتے ہیں۔

☆☆..........☆☆

انتخاب: عبدالرشید کھوکھر

حضرت حسن بصریؒ کا خط بنام امیر المومنین عمر بن عبدالعزیزؒ

حضرت حسن بصریؒ نے حضرت امیر المومنین عمر بن عبدالعزیزؒ کو ایک خط لکھا' جس میں حمد و صلوٰۃ کے بعد تحریر فرمایا کہ دنیا کوچ کا گھر ہے' یہ رہنے کا گھر نہیں' اس کا توشہ اس کو چھوڑ دینا ہے' اس کا غنی اس کا فقر ہے' یعنی اس میں غنی وہی شخص ہے جو بظاہر میں فقیر ہے' یہ ہر وقت کسی نہ کسی کو ہلاک کرتی رہتی ہے' جو اس کو عزیز سمجھتے ہیں' ان کو یہ ذلیل کرتی ہے' جو اس کو جمع کرنے کا ارادہ کرے' اس کو یہ دوسروں کا محتاج بناتی ہے' یہ ایک زہر ہے' جس کو انجان لوگ کھاتے ہیں' پھر وہ ہلاک ہو جاتے ہیں' اس میں ایسی زندگی گزار دیں جیسا کہ زخمی بیمار ہر چیز سے احتیاط کرتا ہے تاکہ صحت نصیب ہو جائے اور کڑوی دوا اس لئے استعمال کرتا ہے تاکہ مرض طول نہ پکڑے' آپ اس مکار' دغاباز' فریبی سے احتیاط رکھیں' جو محض دھوکہ دینے کی وجہ سے بنتی سنورتی ہے' اور دھوکہ سے لوگوں کو مصیبت میں پھنساتی ہے اور اپنی امیدوں کے ساتھ لوگوں کے یہاں آتی ہے اور اپنی منگنی کرنے والوں کو آج کل پر ٹالتی رہتی ہے' پس یہ ان کے لئے ایسی بنی ٹھنی نئی دلہن بن جاتی ہے کہ آنکھیں اس پر ٹکٹکی لگا لیتی ہیں اور دل اس کے لئے فریفتہ ہو جاتے ہیں اور آدمی اس کے جاں نثار بن جاتے ہیں' لیکن یہ سب کے ساتھ دشمنی کرتی ہے' حیرت ہے کہ نہ تو رہنے والے جانے والوں سے عبرت پکڑتے ہیں' نہ بعد کے آنے والے پہلوں کا حال سن کر اس سے احتراز کرتے ہیں اور نہ اللہ تعالیٰ کے ارشادات کو جاننے والے اس کے ارشادات سے نصیحت پکڑتے ہیں' دنیا کے عاشق اپنی حاجت پوری ہوتی دیکھ کر دھوکہ میں پڑ جاتے ہیں اور سرکشی میں مبتلا ہو کر آخرت کو بھول جاتے ہیں' حتیٰ کہ ان کا دل اس میں مشغول ہو جاتا ہے اور قدم آخرت کے راستہ سے پھسل جاتے ہیں' پھر ندامت اور حسرت کے سوا کچھ نہیں ہوتا کہ موت اور نزع کا کرب اور بے چینی ان کو گھیر لیتے ہیں اور اس سب کے چھوٹ جانے کی حسرتیں اس پر مسلط ہو جاتی ہیں۔ دنیا میں رغبت کرنے والا اپنے مقاصد کو کبھی بھی پورا نہیں کر سکتا اور مشقت سے کبھی بھی راحت نہیں پاتا' یہاں تک کہ بغیر توشہ لئے اس عالم سے چلا جاتا ہے اور بغیر تیاری کے آخرت میں پہنچ جاتا ہے' حضرت! اس سے بہت بچتے رہیں اور اس کی نہایت خوشی کے اوقات میں بھی بہت زیادہ ڈرتے رہیں' اس پر اعتماد کرنے والا جب بھی کچھ خوش ہوتا ہے تو یہ کسی نہ کسی مصیبت میں اس کو مبتلا کر دیتی ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ قیامت میں دنیا ایسی حالت میں لائی جائے گی کہ بہت بوڑھی عورت' بدصورت' کیری آنکھوں والی' دانت آگے کو نکلے ہوئے' لوگوں کے سامنے لاکر کھڑی کی جائے گی' لوگوں سے پوچھا جائے گا کہ اس کو پہچانتے ہو؟ وہ کہیں گے کہ خدا کی پناہ! یہ کیا بلا ہے؟ ان سے کہا جائے گا کہ یہ وہی دنیا ہے' جس کی بدولت ایک نے دوسرے کو قتل کیا' آپس میں قطع رحمی کی' اس کی وجہ سے تم آپس میں حسد رکھتے تھے' بغض رکھتے تھے اور اس کے دھوکہ میں پڑے رہے' اس کے بعد اس بڑھیا کو جہنم میں پھینک دیا جائے گا' وہ چلائے گی کہ میرے ساتھ میرے پیچھے چلنے والوں کو بھی تو لاؤ' تو اللہ رب العزت کا ارشاد ہوگا کہ اس کے پیچھے چلنے والوں کو بھی اس کے ساتھ جہنم میں پھینک دو۔

اللہ تعالیٰ ہماری حفاظت فرمائے اور اس دنیا میں رہتے ہوئے حقوق اللہ اور حقوق العباد کا ادا کرنے والا بنائے اور مرتے وقت کلمہ طیبہ نصیب فرمائے۔ آمین۔ ثم آمین۔

www.amtkn.com www.facebook.com/amtkn313 www.emaktaba.info

عید الاضحیٰ قربانی دو چند اجر و ثواب کے ساتھ

الخیر ٹرسٹ (العالمی)

ہر سال کی طرح امسال بھی ہزاروں مسلمان معاونین کی مدد سے اتنے ہی ہزار نادار خاندانوں کی دہلیز پر عیدالاضحیٰ قربانی کے جانور ذبح کرنے کا

اہتمام رکھتا ہے

آپ بھی غور فرمائیں جہاں

ہزاروں میل دور گھر بیٹھے ٹرسٹ کے توسط سے اپنی عید قربانی کے ذریعے ایک بے سہارا و نادار خاندان کی عید کی خوشیاں دوبالا کرکے اپنے قربانی کے اجر و ثواب کو کئی گنا بڑھا سکتے ہیں۔

بے سروسامانی کے عالم میں پسماندہ علاقوں اور افغان مہاجر کیمپوں میں لاکھوں نادار لوگ و یتیمی اپنے مسلمان بھائیوں کی عید قربانی کے گوشت و پوست (چرم) کے منتظر ہیں۔

گذشتہ کارگزاری کی روشنی میں زر مصرف

زر مصرف معہ ترسیلات	نام قربانی	دنبہ / بکرا (اعلیٰ)	دنبہ / بکرا (متوسط)	گائے فی حصہ	مکمل گائے
	روپیہ (پاکستان)	3500	2600	2300	16100
	ریال (سعودی)	225	170	150	1050
	ڈالر (امریکہ)	60 $	45 $	40 $	280 $
	پاؤنڈ (برطانیہ)	40	30	25	175

لہٰذا فوری رابطہ و بلاتاخیر ترسیل زر کیلئے الخیر ٹرسٹ (العالمی) اکاؤنٹ نمبرز:

"ACCOUNTS NOS"
"RS" 3356-3 "USA $" 066-0
MCB-N-Naazimabad Karachi

آپ کے قریب ترین رابطے کیلئے

کراچی (021)5562457 0525 43927	UK 07923847987 01706657491	079814497599 01924216053	(001)2482246757 (USA)	اسلام آباد (051)4445039 03036504730	کوئٹہ (081)828251 (081)833731

واضح رہے کہ شرعی نقطہ نظر کے اعتبار سے ادارہ آپکی قربانی کا وکیل ہے لہٰذا آپکی جانب سے زر مصرف میں کمی و بیشی کا مکمل اختیار ہونا چاہیے کہ اضافی رقم بھی بے کم و کاست انہی ناداروں پر صرف کی جاتی ہے۔ شکریہ

زیر سرپرستی
شیخ المشائخ خواجہ خواجگان حضرت اقدس مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم العالیہ

زیر نگرانی
محترم جناب حاجی محمد ادریس صاحب

الخیر ٹرسٹ (العالمی)
بنارس چوک کراچی پاکستان پوسٹ کوڈ:75800
فون: 0300-2149708 6662444 فیکس:(09221)6658304

A.K.T

انتخاب: محمد سعید اسعد

تربیت افراد میں مزاج وحالات کی رعایت

امام ترمذی اور ابن ماجہؒ نے عبداللہ ابن بُسرؓ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے کہا: اے اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم)! اسلام کے قوانین تو ہم کو بہت معلوم ہوتے ہیں' آپ مجھ کو کوئی ایسی چیز بتادیں جس کو میں پکڑلوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہاری زبان ذکر خداوندی سے برابر تر رہے۔

مسلم' ترمذی اور ابن ماجہ نے سفیان ابن عبداللہ ثقفیؓ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ اسلام کے بارے میں کوئی ایسی بات فرمایئے کہ آپ کے بعد اس کے بارے میں' میں کسی اور سے سوال نہ کروں' آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا: قل ربی اللہ ثم استقم (تم کہو: میرا رب اللہ ہے' پھر اس پر جم جاؤ) یہ الفاظ مسلم شریف کے ہیں' ترمذی اور ابن ماجہ میں ہے کہ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسولؐ! آپ ہم کو کوئی ایسی بات بتایئے جس کو میں مضبوطی سے پکڑلوں' آپؐ نے فرمایا: کہو! میرا رب اللہ ہے' پھر اس پر جم جاؤ' پھر میں نے عرض کیا: اللہ کے رسولؐ! آپ کو میرے بارے میں کس چیز کا زیادہ اندیشہ ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زبان مبارک کو پکڑا' پھر فرمایا: یہ وہ چیز ہے جس کا زیادہ اندیشہ رہتا ہے کہ وہ گناہ میں مبتلا کرے۔

ترمذی نے عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے' انہوں نے بیان کیا کہ میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! نجات کیونکر ممکن ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنی زبان پر قابو رکھو' گھر کو اپنے لئے وسیع بنالو (یعنی لغو و بیکار مجلسوں میں شرکت کے بجائے گھر میں رہنے کو ترجیح دو) اپنی غلطیوں پر روتے رہو۔

اس انداز کی دوسری اور حدیثیں بھی ہیں' جن میں آپؐ نے لوگوں کے الگ الگ حالات کی رعایت فرمائی' سوال کرنے والوں کو ان کے حالات و ضروریات کے مطابق نصیحت کی ہے۔

اسی طرح کے جوابات آپ نے سب سے افضل' یا اللہ کو محبوب عمل کے سلسلہ میں لوگوں کے سوالات پر ان کے احوال کے اعتبار سے افضل عمل کو بتایا ہے' چنانچہ ہر سوال کرنے والے کو اس کے سوال کے وقت اس کے حالات و ضروریات پر نظر رکھتے ہوئے جو کام افضل و ضروری سمجھا' اس کو بتایا۔

امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ اسلام کی سب سے اچھی بات کون سی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کھانا کھلاؤ' اور ہر ایک کو سلام کرو' چاہے پہچانتے ہو یا نہ پہچانتے ہو۔

امام بخاری و مسلم نے حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا' اس نے کہا: اسلامی عادات کو اپنانے کے اعتبار سے کون سا مسلمان اچھا ہے؟ آپ نے فرمایا: جس کی زبان اور ہاتھ سے لوگ محفوظ رہیں۔

امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت ابوہریرہؓ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے' انہوں نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ سب سے افضل عمل کون سا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ اور اللہ کے رسول پر ایمان' پھر سوال کیا گیا کہ اور اس کے بعد کون سا عمل افضل ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کی راہ میں جہاد' پھر سوال کیا گیا کہ اس کے بعد؟ تو آپؐ نے فرمایا: حج مبرور۔

مسلم و بخاری حضرت نے عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: سب سے افضل عمل کون سا ہے؟ ایک دوسری روایت میں ہے کہ پوچھا: کون سا عمل اللہ تعالیٰ کو زیادہ محبوب ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نماز کو اس کے وقت پر ادا کرنا' میں نے عرض کیا: اس کے بعد کون سا عمل بہتر ہے؟ آپ نے فرمایا: والدین کے ساتھ حسن سلوک' فرماتے ہیں کہ پھر میں نے عرض کیا: اور اس کے بعد؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کی راہ میں جہاد' اس کے بعد میں نے اس خیال سے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو زحمت و تکلیف ہوگی' مزید سوالات نہیں کئے۔

☆☆......☆☆

www.amtkn.com www.facebook.com/amtkn313 www.emaktaba.info

نوجوان نسل میں دینی بیداری

مولانا سید محمد رابع حسنی

اب سے تقریباً بیس سال قبل جب پندرھویں صدی ہجری کا آغاز ہونے جارہا تھا‘ دنیا میں مسلمانوں کی اہمیت اور تعداد کو بڑھتے ہوئے دیکھ کر متعدد دانشوروں نے یہ اظہار خیال کیا تھا کہ نئی صدی اسلامی صدی ہوگی یعنی اس میں اسلام کا خاص طور پر فروغ ہوگا اور مسلمانوں کی عزت وعظمت میں خصوصی اضافہ ہوگا۔اس وقت کے حالات کو دیکھ کر کسی قدر اس بات کا اندازہ بھی ہوتا تھا کیونکہ اسلام کا تعارف کرانے والے اور ذرائع ابلاغ کے ذریعہ دعوتی کام کرنے والے جو اثر ڈال رہے تھے اور اس کے نتیجہ میں جگہ جگہ اسلام کو لبیک کہنے کے واقعات پیش آرہے تھے اور غیر مسلموں میں بھی تلاش حق کا جذبہ رکھنے والے ایسے متعدد افراد علم میں آرہے تھے جو اسلام کو سمجھنا چاہتے تھے‘ اور اسلام کے متعلق انہوں نے جو کچھ سنا تھا اس کی بنا پر وہ اسلام کے بارے میں اپنے حسن ظن کا وقتاً فوقتاً اظہار بھی کرتے تھے‘ دوسری طرف دنیا میں مسلمانوں کی تعداد ایک ارب سے متجاوز ہورہی تھی جو دنیا کی کل آبادی کا ایک چوتھائی بنتی تھی‘ نیز آزاد مسلم ممالک کی تعداد بھی اقوام متحدہ کے کل ارکان میں ایک چوتھائی تھی اور ان کو بڑھتی اور ابھرتی ہوئی قوم کی حیثیت سے دیکھا جانے لگا تھا۔

لیکن دوسری طرف بین الاقوامی سیاسی برادری میں اس کیفیت کو مسلمانوں کے پرشوکت وعظمت ماضی کے پس منظر میں دیکھنے کا رجحان پیدا ہونے لگا‘ اور اس کو اسلام کی ایسی احیائیت سمجھا جانے لگا جو دنیا کی لامذہبی تہذیب وتمدن کو چیلنج کرنے والی اور دنیا کے ملحدانہ ونفس پرستانہ رجحان کے لئے خطرہ بننے والی ہے‘ اور یورپ کی قوموں نے اسلام کے بڑھتے ہوئے رجحان کو ایک خطرناک رجحان کی حیثیت سے دیکھنا شروع کردیا‘ اس کا یہ اثر ہوا کہ چند برسوں کے اندر جگہ جگہ اسلام کے رجحان پر قدغن لگائے جانے لگے اور اسلام کے حامیوں اور اس پر عمل کرنے والوں کو شک کی نگاہ سے دیکھا جانے لگا اور دنیا کی بڑی طاقتوں نے اسلام کو روکنے کے لئے خاطر خواہ انتظامات شروع کردیئے‘ اور اسلامی قدروں اور آداب کی معمولی سے معمولی پابندی کو خطرہ کی نگاہ سے دیکھنا شروع کردیا اور یہ بات اتنی بڑھی کہ متعدد مغربی حکومتوں نے اپنے زیر اثر مسلم ممالک میں اسلام پسندی سے تعلق کے اظہار کو قابل گرفت عمل بنادیا۔ چنانچہ ان کے اثر سے اس رجحان کو روکنے کے لئے سیاسی وحکومتی دباؤ اور ذرائع ابلاغ کا اثر استعمال کیا جانے لگا اور نوبت بعض ممالک میں یہاں تک پہنچی کہ نمازوں کی باجماعت پابندی سے ادائیگی اور داڑھی رکھنے کا عمل بھی شک کی نظر سے دیکھا جانے لگا‘ اور عورت کا سر کو رومال سے ڈھکنا قابل سزا جرم سمجھا جانے لگا‘ غیر مسلم ممالک میں فرانس اور مسلم ممالک میں ترکی میں خاص طور پر اسی پر عمل کیا جارہا ہے۔

متعدد ممالک میں اسلامی تعلیمات کا ذکر کرنا اور ان پر عمل کی دعوت دینا رجعت پسندی اور دہشت گردی کی علامت قرار دیا جاتا ہے‘ اور وقتاً فوقتاً اس جرم میں پکڑ دھکڑ بھی ہونے لگی ہے‘ چنانچہ متعدد ممالک میں ہزاروں افراد اس

پریشانی میں مبتلا ہیں۔

اس سب کے نتیجہ میں اس صدی کی پہلی چوتھائی میں ہی یہ صورت حال بن گئی کہ اس صدی کو اسلامی صدی قرار دینا محل نظر معلوم ہونے لگا۔

اس صدی سے قبل غیر مسلم ممالک میں بھی اسلامی طور طریق کو نشانہ بنا کر کارروائی نہیں ہوئی تھی اور اب غیر مسلم ملک تو بڑی چیز ہیں' بعض مسلم ممالک میں بھی اسلام کی کھل کر وکالت کو قابل مواخذہ جرم سمجھا جانے لگا ہے۔

لیکن اس سب کے باوجود خوش آئند بات یہ ہے کہ پہلے اسلامی حمیت اور دین کا شوق صرف بڑی عمر کے مسلمانوں میں پایا جاتا تھا اور نوجوان نسل اپنے کو اس سے الگ رکھتی تھی اور اپنی عمر کے تقاضہ کے مطابق ہی اس میں دلچسپی رکھتی تھی' اب یہ ایک نئی بات پیدا ہوئی ہے کہ اسلام اور اسلام پسندی حمیت نوجوان نسل کے افراد میں بھی خاصی نظر آرہی ہے' بلکہ ان کی عمر کے تقاضہ کے مطابق جوش وہمت اور قربانی کے جذبات کے ساتھ ان میں یہ رجحان بڑھ رہا ہے' اس لئے جہاں جہاں اسلام پسندی کو دبانے اور روکنے کا طریقہ اختیار کیا جاتا ہے' وہاں ایک مقابلہ اور ٹکراؤ کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے جو کہ زندگی کا ایک فطری عمل ہے اور زندگی کی باعزت بقا کے لئے اور حق بات کو اس کا حق دلانے کے لئے ضروری ہے۔

اسلام کے آغاز کی تاریخ دیکھی جائے تو صاف نظر آتا ہے کہ اس کی دعوت وحمیت کے لئے جذبہ' ہمت اور قربانی میں نوجوانوں کا عنصر پیش پیش تھا۔

اور ایسے معاملات میں اسلام کا طریقہ ہر مذہب اور ہر دعوت سے مختلف رہا ہے' رسول اسلام محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کے داعیوں کو یہ سکھایا ہے کہ اپنی بات زور زبردستی اور جبر سے نہیں بلکہ ہمدردی' خیر خواہی اور محبت سے پیش کریں اور اس راہ میں اگر ان کے ساتھ سختی ہو تو اس کو آخرت میں حصول اجر کی خاطر گوارا کریں' اور انصاف 'حق پرستی کے ساتھ سختی کا مقابلہ کریں۔

یہی وجہ ہے کہ ان ساری کوششوں کے باوجود' جو اسلامی رجحان اور مقام کو دبانے اور کچلنے کے لئے دنیا کے مختلف خطوں میں کی جارہی ہیں' اسلام کی دعوت پھیل رہی ہے' اور لوگ اس کو سمجھنا چاہتے ہیں اور اس کو جستہ جستہ قبول بھی کرتے ہیں' یہ بہت خوش آئند بات ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی سمجھنے کی بات ہے کہ اپنے رب کے حکم کی تعمیل میں تکلیف اٹھانا اور تکلیف کے باوجود حق کا پیغام صبر ورضا کے ساتھ پہنچانا اسلام کی قوت وترقی کا سب سے بڑا ذریعہ ہے۔

اسلام کو اس سے ہمیشہ ترقی ہوئی ہے اور آئندہ بھی اسی کا اندازہ اور توقع ہے اور کچھ تعجب نہیں کہ یہ صدی' اسلامی صدی کہلائے۔

☆☆..........☆☆

اتباع سنت کی اہمیت

پادری نے اسلام قبول کرلیا

سوانح یوسفی میں لکھا ہے کہ ایک جماعت جاپان میں گئی' وہاں کا جو سب سے بڑا پادری تھا اس کے گرجے میں ٹھہری کیونکہ وہاں گرجے تو اتوار والے دن ہی کھلتے ہیں' باقی دن بند رہتے ہیں تو تیسرے دن وہ پادری آیا اور کہنے لگا کہ میں مسلمان ہونا چاہتا ہوں' ساتھی بڑے حیران ہوئے' اس سے وجہ پوچھی تو کہنے لگا میرے اندر اتنی روحانیت ہے کہ اس کی ادنیٰ طاقت میں آپ لوگوں کو بتلاتا ہوں' پھر اس نے غالباً بیس فٹ کے فاصلے پر ایک ساتھی کو کھڑے ہونے کو کہا اور دور سے اپنے ہاتھوں کو جھٹکا دے کر نیچے کیا تو وہ ساتھی گر گیا' وہ پادری کہنے لگا کہ یہ تو میری ادنیٰ طاقت کا نمونہ ہے اور کہا کہ میں نے آپ لوگوں کو سنت کے مطابق وضو کرتے دیکھا تو مجھے اس جگہ نور ہی نور نظر آیا اور پھر اس نے کہا کہ جہاں میری اعلیٰ طاقت کا نور ختم ہوتا ہے وہاں سے سنت کا نور شروع ہوتا ہے' پھر وہ مسلمان ہو گیا۔

ختم نبوۃ

تقویٰ کیا ہے؟

’’یا ایھا الذین آمنوا اتقوا اللہ حق تقاتہ ولا تموتن الا وانتم مسلمون.‘‘ (آل عمران:۱۰۲)

ترجمہ: ’’اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو جیسا کہ اس سے ڈرنے کا حق ہے اور ہرگز نہ مرنا تم مگر اس حالت میں کہ تم مسلمان ہو۔‘‘

آیت بالا میں ہم کو تقویٰ اور خدا کے خوف کا حکم دیا گیا ہے اور ایمان پر خاتمہ کی اہمیت بتائی گئی ہے، تقویٰ کیا ہے؟ اور خدا کا خوف کسے کہتے ہیں؟ اس سلسلے میں سب سے پہلی اور اچھی بات وہی ہے جو قرآن مجید نے آگے بیان فرمائی ہے یعنی حسن خاتمہ کی فکر اور سوء خاتمہ کا خوف اگر کسی پر غالب آ جائے تو اس میں تقویٰ کی وہ شان پیدا ہوسکتی ہے جس کو حق تقاتہ فرمایا گیا ہے...... ایک حدیث میں اسلام کے ’’صراط مستقیم‘‘ کی بہت واضح اور بلیغ تمثیل بیان کی ہے، اس سے ہمیں اندازہ ہوسکتا ہے کہ تقویٰ کی حقیقت اور روح کیا ہے؟

ترمذی، نسائی اور مسند احمد میں یہ حدیث آئی ہے:

’’اللہ تعالیٰ نے صراط مستقیم کی مثال بیان کی کہ یہ ایک شاہراہ ہے، جس کے دونوں طرف دیواریں ہیں، جن میں دروازے لگے ہوئے ہیں اور ان دروازوں پر پردے پڑے ہوئے ہیں، راستہ کے دروازے پر ایک منادی کرنے والا ہے جو کہتا ہے: لوگو! سب کے سب اس راستہ میں داخل ہو جاؤ، اور کج روی سے باز رہو، راستے کی فصیل پر بھی ایک داعی ہے، جب کوئی شخص ان دروازوں کو کھولنا چاہتا ہے تو وہ کہتا ہے کہ تیری خرابی ہو، اس کو مت کھول، اس لئے کہ اگر تو نے اس کو کھولا تو اسی میں داخل ہو جائے گا، پس یہ راستہ اسلام ہے، اس کے دونوں طرف کے دروازے اللہ

مولانا محمد الحسنیؒ

تعالیٰ کی حدود ہیں، یہ کھلے ہوئے دروازے حرام اور ناجائز باتیں ہیں، راستہ کے شروع میں جو منادی ہے، وہ خدا کی کتاب ہے، اور دیوار پر جو منادی ہے وہ اللہ کا واعظ ہے، جو ہر مسلمان کے دل میں موجود ہے۔‘‘

ایک دوسری روایت میں تقویٰ کی ایک اور آسان اور قابل فہم تشبیہ بیان کی گئی ہے:

’’حضرت عمرؓ نے ایک مرتبہ حضرت ابی بن کعبؓ سے تقویٰ کے متعلق دریافت فرمایا تو انہوں نے عرض کیا کہ کیا آپ کسی خاردار جھاڑیوں والے راستہ سے گزرے ہیں؟ انہوں نے جواب دیا: ’’ہاں‘‘ انہوں نے عرض کیا کہ پھر اس وقت آپ نے کیا کیا؟ انہوں نے کہا کہ میں دامن سمیٹ کر احتیاط کے ساتھ قدم رکھتا تھا، انہوں نے کہا کہ بس یہی ’’تقویٰ‘‘ ہے۔‘‘

’’تقویٰ‘‘ محض ڈر یا محض شرم کے معنی میں نہیں آتا، اس میں درحقیقت وہ ساری باتیں شامل ہیں، جن کو ہم خوف، پاس ولحاظ، احتیاط، شرم اور پرہیز وغیرہ سے تعبیر کرتے ہیں، کبھی بندہ، خدا کے خوف سے گناہ سے باز رہتا ہے، کبھی خدا کی شرم اور پاس کا غلبہ، خوف سے زیادہ ہوتا ہے، کبھی شکر و احسان شناسی کے جذبات اس پر غالب ہوتے ہیں، اور کبھی جہنم کی آگ کا خوف اس کو بیدار و ہوشیار رکھتا ہے، اور کبھی موت کا خیال بہت سی چیزوں سے مانع بنتا ہے، اس لئے یہ ساری باتیں تقویٰ کے وسیع مفہوم میں شامل ہیں۔

آیت کے دوسرے جزو میں خاص طور پر اس بات کی طرف توجہ دلائی گئی ہے کہ مرنے سے پہلے اسلام وایمان کی دولت کا ہم انتظام کرلیں، ایسا نہ ہو کہ رخصت کی اس نازک گھڑی میں اس دولت سے ہمارا ہاتھ خالی ہو، اور وہی سکہ ہمارے پاس نہ ہو جو عالم آخرت میں چلتا ہے، اسی لئے اس میں مبالغہ اور تشدید کا صیغہ استعمال کیا گیا ہے یعنی ہرگز ہرگز ایسا نہ ہو کہ موت ایسی حالت میں آئے کہ اسلام کی دولت اور حقیقت سے محروی ہو، اور پھر اس وقت کچھ نہ ہوسکے۔

☆☆............☆☆

ختم نبوۃ

دعا میں حمد و ثنآ
اور
درود کی اہمیت

دعا عبادات کا مغز اور جوہر اور سراپا عبادت اور عین عبادت ہے۔ دعا مومن کا خاص ہتھیار اور خاص طاقت ہے۔ دعا کے ذریعہ آدمی اپنے رب سے سوال کرتا ہے' سراپا عجز و نیاز اور منگتا ہو کر بارگاہ الٰہی میں اپنی حاجت و معروضہ پیش کرتا ہے۔ اس کے کئی آداب ہیں' امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے ''احیا علوم الدین'' میں دس آداب نقل کئے ہیں۔ علامہ زبیدی علیہ الرحمہ نے ''اتحاف سادۃ المتقین'' میں اس پر سات آداب کا اضافہ کیا ہے۔ امام محمد بن محمد الجزری رحمہ اللہ نے ''الحصن الحصین'' میں آداب الدعاء کے عنوان کے تحت دعا کے ارکان و شرائط اور ماموارت و منہیات وغیرہ بیالیس امور تحریر فرمائے ہیں۔ من جملہ ان امور و آداب کے ایک امر و ادب یہ ہے کہ دعا کے آغاز میں اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کی جائے' دیکھئے سورۃ فاتحہ دو حصوں میں تقسیم ہے' نصف حصہ ثناء ہے اور نصف حصہ سوال و دعا ہے اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء پر مشتمل حصہ کو مقدم کیا گیا ہے۔ تشہد جو کہ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء ہے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے ذکر کے بعد آخر میں فرمایا:

''ثم یتخیر من الدعاء اعجبه الیه فیدعو به''

(صحیح بخاری ص ۱۱۵' ج ۱)

ترجمہ: ''پھر دعاؤں میں جو دعا مرضی آئے' اختیار کرے اور اس کے ذریعہ دعا کرے۔''

اس اعتبار سے دعا پر حمد و ثنا کو مقدم کیا گیا ہے۔

صحیح بخاری میں حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''جو شخص رات کو سوتے سوتے (یا کروٹ بدلتے ہوئے یا بیدار ہوتے ہوئے) یہ کلمات کہے: لا الہ الا اللہ

مفتی عمر فاروق

وحدہ لا شریک لہ' لہ الملک ولہ الحمد وھو علیٰ کل شئ قدیر' الحمدللہ' سبحان اللہ' اللہ اکبر' لاحول ولا قوۃ الا باللہ پھر کہے: اللھم اغفرلی (اے اللہ! میری مغفرت فرما) یا کوئی اور دعا مانگے' تو اس کی دعا قبول کی جائے گی' پس اگر وضو کرے اور نماز پڑھے' تو اس کی نماز قبول ہوگی۔''

(ص:۱۵۵' ج: اول)

اس میں بھی اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء مقدم ہے' پھر دعا ہے۔

حدیث شفاعت میں ہے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''میں اپنے رب سے اجازت چاہوں گا' پس مجھے اجازت دی جائے گی اور میرا رب مجھے ایسے محامد الہام کرے گا' جس کے ذریعہ میں اس کی حمد کروں' جو مجھے ابھی مستحضر نہیں ہیں' پس میں ان محامد کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی حمد کروں گا اور اس کے سامنے سربسجود ہو جاؤں گا' پھر کہا جائے گا: اے محمد! اپنا سر اٹھائیے اور عرض کیجئے' آپ کی بات سنی جائے گی' سوال کیجئے' آپ کو عطا کیا جائے گا اور سفارش کیجئے' آپ کی سفارش قبول کی جائے گی۔''

(صحیح بخاری ص:۱۱۱۸' ج:۲)

ملاحظہ فرمائیے! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم حشر میں اللہ عزوجل کی حمد سے ابتدا فرمائیں گے' پھر جب سوال کی اجازت دی جائے گی' تب رب تبارک

www.amtkn.com www.facebook.com/amtkn313 www.emaktaba.info

ختم نبوۃ

وتعالیٰ سے سوال ودرخواست کریں گے۔

جس طرح دعا کے آغاز میں اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا آداب دعا میں سے ہے‘ اسی طرح درود شریف پڑھنا بھی آداب دعا میں سے ایک ادب ہے۔ جامع ترمذی میں ہے:

”حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ جب تک اپنے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود نہ بھیجو گے‘ تمہاری دعا زمین وآسمان کے درمیان معلق رہے گی اور اس کا کوئی حصہ بھی اوپر (بارگاہ الٰہی تک) نہ جائے گا۔“ (ص:۱۱۰‘ ج:۲)

مذکورہ روایت اگرچہ موقف ہے‘ یعنی اس روایت میں اس کا ذکر نہیں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی تھی‘ لیکن ظاہر ہے کہ اپنی عقل وفہم اور قیاس ورائے سے روایت میں مذکور دعویٰ نہیں کیا جاسکتا ہے‘ لامحالہ انہوں نے یہ مضمون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سن کے ہی کہا ہوگا‘ اس لئے حضرات محدثین رحمہم اللہ کے مسلمہ اصول کے مطابق یہ روایت حدیث مرفوع کے حکم میں ہے۔ (عارضۃ الاحوذی ص:۲۷۳‘ ج:۲‘ فتح الباری ص:۱۶۸‘ ج:۱۱)

علامہ ابن عابدین شامی رحمہ اللہ قاضی ابوالولید الباجی علیہ الرحمہ کے حوالہ سے تحریر فرماتے ہیں:

”حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا ارشاد ہے کہ جب اللہ عزوجل سے دعا کرو‘ تو اپنی دعا میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھو‘ اس لئے کہ آپ پر درود مقبول ہے اور اللہ تعالیٰ کی شان اس سے ارفع ہے کہ (دعا میں سے) بعض کو قبول کرے اور بعض کو رد کردے۔“

(ردالمحتار ص:۳۸۴ ج:۱)

چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود دعا کی جنس سے ہے‘ بلکہ آپ کے حق میں ایک اعلیٰ واشرف دعا ہے اور آپ مومنین سے ان کی جانوں سے زیادہ قرب رکھتے ہیں‘ اس لئے آپ کے لئے دعا کو دوسروں کے لئے بلکہ خود اپنے لئے دعا پر مقدم ہونا چاہئے‘ بالفاظ دیگر اپنے لئے اور دوسروں کے لئے دعا سے قبل درود شریف پڑھنا چاہئے۔

پھر جیسے دعا کے آغاز میں درود شریف پڑھنا ہے‘ ایسے ہی دعا کے اختتام پر بھی درود شریف پڑھنا ہے‘ اس لئے کہ اگرچہ درود شریف پڑھنے پر ثواب کا ملنا ریاکاری اور نام ونمود وغیرہ آفات وعوارض سے خالی ہونے کے ساتھ مشروط ہے‘ لیکن اس کی قبولیت کے لئے کوئی شرط نہیں‘ بلکہ وہ مطلقاً قبول ہوتا ہے‘ اور اکرم الاکرمین ذات بعض دعا کو یعنی شروع وآخر کے درود کو قبول کرلے اور بعض دعا کو یعنی دونوں درود کے درمیان اپنے لئے اور دوسروں کے لئے کی گئی دعا کو رد کردے‘ یہ اس کی شان کریمی سے نہایت بعید معلوم ہوتا ہے (الا یہ کہ دعا کی قبولیت کے لئے درکار قیود و شرائط ہی کو نظر انداز کردیا گیا ہو)۔

شیخ ابن القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”احمد بن ابی الحواری بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابوسلیمان دارانی علیہ الرحمہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جس آدمی کو اللہ تعالیٰ سے اپنی کسی حاجت کا سوال کرنا ہو تو چاہئے کہ وہ اولاً نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھے‘ پھر اپنی حاجت کا سوال کرے اور اپنی دعا کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود سے ختم کرے‘ اس لئے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود مقبول ہے اور اللہ کی شان اس سے بلند وبالا ہے کہ اول وآخر کے دونوں درود کے درمیان دعا کو رد کردے۔“ (جلاً الافہام ص:۲۱۷)

بعض ارباب علم نے ایک روایت‘ جس میں اہل فن کو کلام ہے‘ کے پیش نظر دعا کے اول وآخر کی طرح درمیان دعا میں بھی درود شریف پڑھنے کو آداب دعا میں سے قرار دیا ہے‘ چنانچہ علامہ زبیدی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

”دعا کے آداب میں سے یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود کو دعا پر مقدم کرے...... اور آداب میں سے دعا کے درمیان اور آخر میں درود کا پڑھنا ہے۔“

(الاتحاف ص:۴۲ ج۵)

حافظ ابن القیم علیہ الرحمہ نے ”جلاً الافہام“ میں جن اکتالیس مواقع میں درود شریف پڑھنے کے مطلوب ومؤکد ہونے کو بالتفصیل ذکر کیا ہے‘ ان میں سے ساتواں موقع ”دعا کے وقت“ ہے۔ حضرت موصوف نے اس کے تین مراتب ذکر فرمائے ہیں:

۱:...... ”دعا مانگنے والا دعا سے قبل اللہ تعالیٰ کی حمد کے بعد درود پڑھے۔

۲:...... دعا کے شروع میں‘ درمیان میں اور آخر میں درود پڑھے۔

۳:...... دعا کے اول وآخر میں درود پڑھے اور اپنی حاجت وسوال کو ان کے درمیان رکھے۔“ (جلاً الافہام ص:۲۱۶)

درمیان دعا درود شریف پڑھنے کے مطلوب

ختم نبوۃ

ہونے پر جس روایت سے استدلال کیا جاتا ہے وہ حسب ذیل ہے:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم مجھ کو مسافر (سوار) کے برتن کی طرح مت ٹھہراؤ...... پس تم مجھ کو درمیان دعا میں اور دعا کے اول و آخر میں رکھو۔'' (مصنف عبدالرزاق ص:۲۱۶ ج:۲)

فقیہ العصر حضرت مفتی رشید احمد لدھیانوی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

''دعا کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء مثلاً الحمدللہ رب العالمین‘ الرحمٰن الرحیم‘ ملک یوم الدین‘ پھر درود شریف‘ پھر دعا‘ دعا کے درمیان بار بار درود شریف پڑھا جائے۔'' (احسن الفتاویٰ ص:۵۸ ج۳)

اس مقام پر قابل توجہ امر یہ ہے کہ بعض حضرات کو دعا کے آغاز میں درود پڑھنے کی روایات سے ایک غلط فہمی ہوجاتی ہے‘ وہ سمجھتے ہیں کہ روایات کا تقاضا یہ ہے کہ دعا کا آغاز درود شریف سے اس طرح ہونا چاہئے کہ اس سے قبل اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بھی نہ ہو‘ یعنی اولاً درود شریف پڑھا جائے‘ پھر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء پر مشتمل کلمات ہوں‘ اس کے بعد اپنے لئے اور دوسروں کے لئے دعا ہو‘ حالانکہ ایسا نہیں ہے کیونکہ جن روایات میں درود کو اول دعا میں پڑھنے کے لئے فرمایا گیا ہے‘ اس میں اولیت اضافی ہے‘ جس کا تقاضا یہ ہے کہ اپنے لئے اور دوسروں کے لئے دعا سے قبل درود شریف پڑھے‘ درود شریف سے قبل اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کا ہونا اس اولیت کے منافی نہیں ہے اور حمد و ثناء کی اولیت حقیقی ہے‘ اس کو درود اور دعا دونوں پر مقدم کیا جائے گا۔

جامع ترمذی میں ہے:

''حضرت فضالہ بن عبیدؓ فرماتے ہیں کہ اس دوران کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے‘ ایک شخص آئے‘ انہوں نے نماز پڑھی‘ پس انہوں نے (قعدۂ اخیرہ میں) کہا: اللھم اغفرلی وارحمنی (اے اللہ! مجھے بخش دیجئے اور مجھ پر رحم فرمایئے) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے مصلی! تو نے جلدی کی‘ جب تو (نے) نماز پڑھی اور قعدہ میں بیٹھے تو اللہ تعالیٰ کی شایان شان حمد و ثنا کر اور مجھ پر درود بھیج‘ پھر دعا کر‘ راوی کہتے ہیں کہ اس کے بعد پھر دوسرے شخص نے نماز پڑھی‘ پس انہوں نے (بوقت دعا) اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کی‘ اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا‘ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو فرمایا کہ: اے مصلی! دعا کر‘ تیری دعا قبول ہوگی۔'' (ص:۱۸۵‘۱۸۶ ج:۲)

دوسری روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''جب تم میں سے کوئی نماز پڑھے تو (قعدہ اخیرہ میں دعا کرنے سے پہلے) اس کو چاہئے کہ اولاً اللہ کی حمد و ثناء کرے‘ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے‘ اس کے بعد جو چاہے دعا کرے۔''

(جامع ترمذی ص:۱۸۶ ج۲)

نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''جس شخص کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کوئی حاجت پیش کرنا ہو یا کسی انسان کے سامنے اپنی ضرورت رکھنا ہو تو اسے چاہے کہ اچھی طرح وضو کرے‘ اس کے بعد دو رکعت نماز ادا کرے‘ پھر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کرے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھے (پھر دعا کرے)۔'' (جامع ترمذی ص:۱۰۸ ج:۱)

اذان سننے کے موقع پر ہدایت کی گئی کہ جس طرح موذن کہتا ہے‘ اسی طرح اذان سننے والا کہے۔ (صحیح بخاری ص:۸۶ ج:۱) پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے اور آپ کے لئے وسیلہ کا سوال کرے (یعنی وسیلہ کی دعا کرے)۔ (صحیح مسلم ص:۱۶۶ ج:۱) اس کے بعد بندہ جو مانگنا چاہتا ہے‘ مانگے‘ حاجت پوری کی جائے گی۔ (سنن ابی داؤد ص:۷۸ ج:۱)

یہاں اللہ تعالیٰ کی ثناء کو‘ جو اذان کے کلمات میں ہے‘ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اور اپنے لئے دعا پر مقدم کیا گیا ہے۔

صلوٰۃ جنازہ میں جس میں میت کے لئے اور اپنے لئے دعا ہوتی ہے‘ میں اول تکبیر کے بعد اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء ہے‘ پھر دوسری تکبیر کے بعد درود شریف ہے اور تیسری تکبیر کے بعد میت کے لئے اور اپنے لئے دعا ہے۔

حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے درود‘ دونوں آداب دعا میں سے ہیں لیکن ان دونوں میں ادب یہ ہے کہ اولاً اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء پر مشتمل کلمات ادا کئے جائیں‘ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود ہونا چاہئے‘ پھر جو چاہے دعا کرے۔

☆☆..................☆☆

ختم نبوۃ

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ

مولانا محمد ماجد حسن

اصفہان کے ایک گاؤں ’’جی‘‘ کے باشندے جن کا نام بوزخشان بن مورسلان تھا‘ جو کہ فارس کے شہر رامہرمز کے ایک آتش کدہ میں خدمت پر مامور تھے‘ ان کے یہاں بڑی مرادوں کے بعد ایک بیٹا پیدا ہوا‘ جس کا نام ماہہ رکھا گیا‘ ماہہ کے والد اپنے بیٹے سے بے حد محبت کرتے تھے‘ یہاں تک کہ ماہہ کو لڑکیوں کی طرح گھر سے باہر بھی نہ نکلنے دیتے تھے‘ ماہہ کی فطرت میں مذہبی جوش و ولولہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا‘ اس لئے یہ بھی آتش کدہ کی خدمت بہت ذوق وشوق سے کرتے کہ آگ برابر روشن رہتی‘ ایک مرتبہ جا رہے تھے کہ راستہ میں جو گرجا گھر آتا تھا‘ اس میں اس وقت عبادت ہو رہی تھی‘ ماہہ کے دل پر اس عبادت کا بہت اثر ہوا‘ جب ان کے والد کو خبر ہوئی تو بہت ناراض ہوئے اور بیٹے کو گھر میں قید کر دیا۔ ماہہ نے گھر چھوڑنے کا ارادہ کر لیا اور بہت جلد اپنے والد سے چھپ کر ملک شام چلے گئے اور وہاں بڑے بشپ سے ملے تو بہت جلد ان کو اندازہ ہو گیا کہ یہ آدمی تو بے حد ذلیل اور بے عمل ہے۔ ماہہ اس کی بے عملی کی وجہ سے ہر وقت مغموم رہتے تھے‘ آخر وہ بے عمل بشپ مر گیا‘ ماہہ کو دلی سکون حاصل ہوا اور اس بار جو آدمی بشپ بنا وہ بہت عابد اور تارک الدنیا تھا‘ ماہہ کو اس سے عقیدت ہو گئی‘ جب اس بشپ کی موت کا وقت قریب آیا تو ماہہ نے معلوم کیا کہ اب میں کس کے پاس جاؤں؟ اس نے کہا کہ موصل میں ایک عبادت گزار بندہ ہے‘ تم اس کی خدمت میں چلے جاؤ‘ ماہہ موصل آئے تو دیکھا کہ واقعی یہ شخص متقی اور پرہیزگار ہے مگر چند روز بعد اس کا بھی انتقال ہو گیا‘ اس نے مرنے سے قبل ماہہ کو نصیحت کی تھی کہ تم نصیبین چلے جانا‘ وہاں ایک متقی شخص ہے‘ اس سے مل لینا۔ ماہہ اس کے پاس چلے گئے مگر اس کی زندگی کا چراغ بھی گل ہونے والا تھا‘ اس نے ماہہ سے کہا کہ تم عموریہ چلے جانا‘ وہاں ایک نیک بشپ ہے‘ اس کی خدمت میں رہنا‘ ماہہ عموریہ چلے گئے اور اس کی خدمت میں رہنے لگے اور چند بکریاں خرید کر ان کو اپنا ذریعہ معاش بنا لیا۔ اس بشپ کا ساغر حیات بھی چھلکنے لگا‘ تو ماہہ نے کہا کہ اب میں کہاں جاؤں؟ بشپ نے کہا کہ میری نظر میں کوئی ایسا شخص نہیں ہے جس کے پاس جانے کی تم کو ہدایت کروں‘ البتہ اس پاک اور بزرگ ہستی کا انتظار کرو جو عرب کے ریگستان سے اٹھ کر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دین کو زندہ کرے گی‘ اس کی تین علامتیں میں تم کو بتائے دیتا ہوں:

۱:......وہ صدقہ کو اپنے لئے حرام قرار دے گا‘

۲:......ہدیہ قبول کرے گا‘

۳:......اس کے دونوں شانوں کے درمیان نبوت کی مہر ہو گی۔

اگر ہو سکے تو تم اس سے ضرور مل لینا‘ کچھ دن بعد وہاں سے ایک قافلہ گزرا‘ ماہہ نے سردار قافلہ سے کہا کہ تم مجھے اپنے شہر لے چلو‘ میں اپنی سب بکریاں دے دوں گا۔ سردار نے کہا کہ بہتر ہے۔ ماہہ قافلہ کے ساتھ روانہ ہو گئے مگر ان بدبختوں نے وادی القریٰ میں ان کے ساتھ بدعہدی کی اور ماہہ کو غلام بنا کر ان کو ایک یہودی کے ہاتھ فروخت کر دیا۔ ماہہ نے وہاں کھجوریں دیکھیں تو سوچا کہ میرا گوہر مقصود یہیں ملے گا۔

ماہہ پر ان کے مالک بہت سختی کرتے تھے جس کی وجہ سے ماہہ کہیں نہیں جا سکتے تھے‘ ان کو ایک دن معلوم ہوا کہ جس کی تمہیں تلاش ہے وہ مکہ مکرمہ میں ظہور پذیر ہو چکا‘ ماہہ اپنے آقاؤں سے تنگ تھے کہ اللہ کو ان پر رحم آیا اور بنو قریظہ کے ایک شخص نے ان کو خرید لیا اور اپنے ہمراہ مدینہ منورہ لے آیا۔ انہی دنوں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مدینہ منورہ ہجرت کا حکم مل چکا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لا چکے تھے۔ ایک دن ماہہ باغ میں کام کر رہے تھے کہ آقا کا چچا زاد بھائی آیا اور کہنے لگا کہ میں ابھی آ رہا تھا کہ چند لوگوں کے درمیان ایک شخص اپنے آپ کو نبی

جاتا رہا تھا جو کچھ دن ہوئے مکہ سے آیا ہے' اس شخص کی بات کا ماہہ پر ایسا اثر ہوا کہ عجیب کیفیت طاری ہوگئی اور جلدی سے کام چھوڑ کر آقا کے پاس آئے اور کہا کہ آپ کس کے متعلق بات کررہے ہیں اور کیا معلوم ہے؟ اس بات پر آقا نے ماہہ کے ایک طمانچہ مارا اور کہا کہ جا اپنا کام کر' تجھے ان باتوں سے کیا کام؟ ماہہ اس وقت تو خاموش ہوگئے مگر بے چین رہے' جب رات ہوئی تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قیام گاہ کی طرف رخ کیا اور جاکر خدمت بابرکت میں عرض کیا کہ میرے پاس یہ چیز جمع ہوگئی تھی' مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ نیک آدمی ہیں تو یہ آپ کے لئے صدقہ ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک کو اس چیز سے روک لیا اور صحابہؓ سے فرمایا کہ تم لوگ کھاؤ۔ یہ دیکھ کر ماہہ واپس چلے گئے' کچھ دن بعد پھر خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور کچھ چیز لے کر آئے اور عرض کیا کہ یہ آپ کے لئے ہدیہ ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست مبارک بڑھا کر اسے لیا اور خود بھی نوش فرمایا اور ساتھیوں کو بھی دیا۔ ماہہ نے سوچا کہ دو علامتیں تو ثابت ہوگئیں' اب ایک علامت باقی ہے۔ چنانچہ ایک دن اس کا بھی موقع مل گیا' حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک جنازہ کے ساتھ تشریف لے جارہے تھے کہ ماہہ مہر نبوت دیکھنے کے لئے پیچھے پیچھے چل دیئے' حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا منشاء جان لیا اور اپنی چادر مبارک دوش مقدس سے سرکا دی' مہر نبوت کو شانوں کے درمیان دیکھتے ہی ماہہ رونے لگے اور عقیدت کے ساتھ مہر نبوت کو چومنے لگے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اپنے پاس بلا کر ان سے فرمایا کہ تم اپنی پوری بات بتاؤ۔ ماہہ نے سارے حالات بتانے کے بعد عرض کیا کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں رہنا چاہتا ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اجازت مرحمت فرمادی تو وہ کلمہ پڑھ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں شامل ہوگئے۔ دنیا آج تک ان کو سلمان فارسیؓ کے نام سے پکارتی ہے۔

بدر اور احد کے معرکوں میں حضرت سلمان رضی اللہ عنہ غلامی کے باعث شرکت نہ فرماسکے اور ایسے ہی اسلامی فرائض بھی پوری طرح ادا نہ کرپاتے تھے' اپنی اس مجبوری کا ذکر جب حضرت سلمانؓ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اپنے آقا سے آزادی حاصل کرلو اور اسے کوئی معاوضہ دے دو۔ انہوں نے اپنے آقا سے بات کی تو اس نے کہا کہ اگر چالیس اوقیہ سونا اور تین سو درخت کھجور کے لگادو تو تمہیں آزادی مل سکتی ہے۔ جب حضرت سلمانؓ نے آکر یہ بات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بتائی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ سے فرمایا کہ درخت لگانے میں سلمان کی مدد کرو۔ درخت لگوانے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی شریک رہے۔ اسی درمیان ایک شخص انڈے کے برابر سونے کی ڈلی خدمت مبارکہ میں لے کر آیا' جب اسے تولا گیا تو وہ پورا چالیس اوقیہ تھا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سلمان رضی اللہ سے فرمایا کہ لو یہ سونے کی ڈلی اپنے آقا کو دے آؤ۔ اس طرح حضرت سلمان کو آزادی کی دولت ملی' پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابودرداء سے ان کی مواخات کرادی۔

۸ ہجری میں جب معرکہ خندق پیش آیا تو حضرت سلمان فارسیؓ نے اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا' کیونکہ آزادی کے بعد اسلام کی طرف سے لڑنے کا ان کا یہ پہلا موقع تھا۔ اس موقع پر حضرت سلمانؓ کی تجربہ کاری اور فراست بہت کام آئی کیونکہ مسلمانوں کے مقابلے میں دشمنوں کی تعداد کہیں زیادہ تھی' حضرت سلمان فارسیؓ جنگ کے اصولوں سے واقف تھے' انہوں نے ایران کی لڑائیاں دیکھی تھیں' آپ نے مشورہ دیا کہ دشمنوں کی زیادتی کی وجہ سے ان سے کھلے میدان میں جنگ نہ کی جائے بلکہ شہر کے چاروں طرف خندقیں کھود کر ان کو شہر میں داخل ہونے سے روکا جائے' اس طرح شہر محفوظ ہوجائے گا۔ سب کو حضرت سلمان فارسیؓ کی یہ تجویز پسند آئی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دس دس گز زمین دس دس صحابہ کرامؓ پر تقسیم فرمادی اور خود بھی صحابہ کرامؓ کے ساتھ کھدائی میں شریک ہوئے' انصار و مہاجرین کی محنت و مشقت دیکھ کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک پر یہ کلمات آئے:

"اللھم ان العیش عیش
الآخرۃ فاغفر الانصار والمھاجرۃ"

"اے اللہ! زندگی دراصل آخرت
ہی کی زندگی' پس تو انصار و مہاجرین کو بخش
دے۔"

جب صحابہ کرامؓ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے اپنے لئے یہ دعائیہ کلمات سنے تو سب نے ایک زبان ہوکر فرط مسرت سے عرض کیا:

"نحن الذین بایعوا محمدا
علی الجھاد مابقینا ابدا"

"ہم ہی ہیں وہ جنہوں نے حضرت
محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے جہاد پر بیعت کی'
جب تک ہم زندہ رہیں گے۔"

☆☆..........☆☆

کیا گناہ ترک کیا جا سکتا ہے؟

انتخاب: مولانا محمد اکرم کشمیری

حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک وعظ میں فرمایا:

''گناہوں کے متعلق ایک بڑی مفید بات آپ کو بتاتا ہوں یہ بات آپ مجھ سے ہی سنیں گے: اول تو جہاں تک ہو سکے ہر چھوٹے بڑے گناہ سے بچو اور اگر گناہ کرتے ہی ہو تو اس کو گناہ اور حرام ہی سمجھو اور دوسری بات یہ ہے کہ سوتے وقت دن بھر کے گناہوں کا حساب کرلیا کرو کہ صبح سے اس وقت تک کیا کیا گناہ کئے خصوصاً وہ گناہ جو معاش کے متعلق ہیں' کیونکہ مال حرام سب سے بری چیز ہے' یہ تخم ہے تمام گناہوں کا' سو اس طرح گناہوں کو یاد کیا کرو اور تخلیہ میں زبان سے کہا کرو کہ اے اللہ! میں بڑا نالائق ہوں اور اس قابل ہوں کہ غرق کردیا جاؤں' کوئی عذر میرے پاس نہیں ہے' میں نے بہت ہمت کی مگر کامیابی نہیں ہوئی' آپ مدد فرمایئے اور مجھے اس خباثت سے نجات عطا فرمایئے۔

میں یہ ایسی کام کی بات بتاتا ہوں کہ اول تو اس سے وہ گناہ ہی چھوٹ جائے گا اور اگر بالفرض نہ چھوٹا اور ساری عمر اس میں مبتلا رہے تب بھی اتنا فائدہ پہنچے گا کہ مرتے وقت صرف ایک گناہ ہی سر رہے گا کیونکہ جب روز توبہ کی جاتی ہے تو اس سے ماضی کا تو کفارہ ہو جاتا ہے' بجائے اس کے کہ سو دن کے گناہ سر ہوتے' ایک ہی دن کے رہ جائیں گے' جو تدبیر میں نے بتائی ہے اس سے آپ کے ذمہ صرف ایک دفعہ رہ جاتی ہے اور بغیر اس کے بہت سی دفعات لگی ہوئی ہیں' یعنی بے فکری کا گناہ' غفلت کا گناہ' روزانہ کی بداعمالیوں کا گناہ رہ جائے گا اور ان گناہوں کے لئے ایک اور کام کی بات عرض کرتا ہوں' وہ یہ کہ گناہ دو طرح کے ہوتے ہیں' ایک وہ گناہ جن کو چھوڑنے میں ذرا بھی تکلیف نہیں ہوتی اور ایک وہ جن کو چھوڑنے میں کسی قدر تکلیف ہوتی ہے' اول کی مثال مردوں کے لئے ریشم پہننا' داڑھی منڈوانا وغیرہ' ان کو چھوڑنے میں کیا تکلیف ہوتی ہے؟ ان کو تو فوراً چھوڑ دینا چاہئے' دوسری قسم گناہ کی یہ ہے مثلاً ناجائز ملازمت' رشوت لینا (عورتوں کا نامحرم کے سامنے آنا' باریک لباس پہننا' ننگے رہنا وغیرہ) تو ایسے گناہوں کے متعلق کہہ دیتا ہوں کہ رفتہ رفتہ چھوڑ دو' نیت یہ ہوتی ہے کہ کسی طرح تو چھوڑیں' جن سے ایک دم چھوڑنے کی امید نہیں بلکہ اگر ان پر زور ڈالا جائے تو عمر بھر بھی نہ چھوڑیں' اس کے لئے وہی طرز عمل رکھو جو میں نے ابھی بیان کیا ہے کہ رات کو وہ گناہ یاد کرو اور اپنی خطا کا اعتراف کرکے زبان سے کہو کہ: ''اے اللہ! میں بڑا نالائق ہوں' گندہ ہوں' اپنی غلطی سے شرمندہ ہوں' اسی طرح اور سخت الفاظ اپنے متعلق استعمال کرو اور اللہ تعالیٰ سے کہو کہ میں حاضر ہوں' آپ میری مدد فرمادیں' میرا قلب ضعیف ہے' گناہوں سے بچنے کی قوت نہیں ہے' آپ ہی میری نجات کا سامان فرمادیجئے' یا اللہ! اب تک جو میں نے گناہ کئے ہیں اپنی رحمت سے معاف فرمادیجئے' میں یہ نہیں کہتا کہ میں پھر گناہ نہیں کروں گا' (اس لئے کہ مجھے اپنی ہمت اور نیت پر بھروسہ نہیں ہے اور بری عادت کا چھوڑنا آسان نہیں ہے) اگر گناہ ہوگا تو پھر آپ سے معاف کرالوں گا۔ (آپ اس طرح عمل شروع کردیں) اس کا نتیجہ وہی ہوگا جو میں نے اوپر بیان کیا ہے کہ اول تو گناہ چھوٹ جائے گا اور اگر ساری عمر بھی نہ چھوٹا تو صرف ایک دفعہ کے آپ مجرم رہیں گے۔'' لیجئے میں نے ایسی آسان تدبیر بتلادی ہے جس کی نسبت میرا دعویٰ ہے کہ اس سے زیادہ تخفیف دس برس تک بھی کسی مصلح سے نہ سنیئے گا' اور اس بیان پر شاید بعض طبقوں میں شبہ پیدا ہو کہ یہ تو گناہ کی تعلیم کی جارہی ہے' سو سمجھ لو کہ یہ گناہ کی تعلیم نہیں ہے' ترک گناہ کی تعلیم ہے' ہاں اس کے لئے سہولت کی شکل نکالی گئی ہے۔

ختم نبوت

حافظ محمد اسحاق ملتانی

حضرت مفتی عبدالقادرؒ کی چند حسین یادیں

یادگار اسلاف حضرت مولانا مفتی عبدالقادر صاحب (شیخ الحدیث دارالعلوم کبیر والا) کا بارہ رمضان المبارک بروز پیر وصال ہوا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

حضرت کی شخصیت اکابر کے علوم وتقویٰ اور اخلاق کی جامع تھی‘ ایک طرف تو آپ کو مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی سرپرستی میں دارالعلوم کراچی کی تدریس اور فتویٰ میں ان کی مشاورت اور حضرت مفتی رشید احمد لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ کی مصاحبت حاصل ہوئی‘ دوسرے مجدد الملت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہ‘ کے مواعظ و ملفوظات کے بھرپور مطالعہ کے ساتھ ان کے ذوق ومسلک کی پیروی کا تمغہ حاصل تھا‘ چنانچہ حضرت ڈاکٹر حفیظ اللہ رحمۃ اللہ علیہ حضرت مفتی صاحب کے نام اپنے ایک مکتوب گرامی میں تحریر فرماتے ہیں:

”جناب سے احقر کو دلی محبت ہے اور جناب سے بحمد اللہ بڑی مناسبت ہے کہ ماشاء اللہ مجدد حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے ذوق کو اپنا رکھا ہے‘ حق تعالیٰ مزید ترقی عطا فرماویں اور چونکہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا ذوق عین سنت کے مطابق ہے‘ اس واسطے معیاری ذوق ہے‘ اللہ تعالیٰ مجھ ناکارہ کو بھی اس ذوق میں پختہ فرماویں۔“

ان عالی نسبتوں کے علاوہ حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مولانا صوفی محمد سرور صاحب سے اپنا باقاعدہ اصلاحی تعلق قائم فرمایا اور الحمدللہ اپنے شیخ کی طرف سے اجازت وخلافت اور اعتماد کی سند سے سرفراز ہوئے‘ ان کے علاوہ شیخ المشائخ حضرت مولانا مفتی رشید احمد لدھیانوی اور مخدوم العلماء حضرت ڈاکٹر حفیظ اللہ رحمہم اللہ نے بھی اعتماد اور مناسبت کی وجہ سے آپ کو اجازت وخلافت مرحمت فرمائی تھی۔

اس طرح اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم نے حضرت مفتی عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ میں خوب رنگ بھرا اور اس جوہر قابل نے بھی خوب خوب انعامات الٰہیہ کو سنبھالا۔ آپ کی مصروفیات‘ معمولات اور اخلاق پر نظر کرتے ہیں تو حیرت ہوتی ہے کہ فرد واحد نے بیک وقت ان شش جہت ذمہ داریوں کو کیسے اٹھا رکھا تھا۔ دارالعلوم کبیر والا کے منصب شیخ الحدیث کی ذمہ داری‘ اور یہ ذمہ داری اتنے عرصہ سے ہے کہ آج آپ کے شاگرد شیخ الحدیث بن چکے ہیں‘ افتاء کی ذمہ داری اصلاح نفوس کی ذمہ داری‘ علماء اور عوام الناس کی ایک کثیر تعداد نے اپنی اصلاح کے لئے اپنا ہاتھ آپ کے ہاتھ میں دیا ہوا تھا‘ اس ذمہ داری کے علاوہ ہر چھ ماہ میں تقریباً دس روز کا وقت حضرت ڈاکٹر حفیظ اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے لے رکھا تھا‘ آپ سکھر تشریف لے جاتے تو وہاں دس روز کی مسلسل وعظ واصلاح کی مصروفیت ہوتی‘ ہر دن میں دو دو‘ تین تین وعظ ہوتے‘ آپ کا بیان اتنا پُر اثر ہوتا کہ کوئی بھی فائدے سے خالی نہ اٹھتا‘ ہر ماہ ہماری مسجد میں آپ تشریف لاتے‘ ایک دفعہ تشریف لائے تو ہمارے ہاں ایک صاحب موجود تھے‘ جو انتہائی آزاد خیال تھے‘ بندہ نے ان سے کہا کہ حضرت مفتی صاحب کا وعظ سننے چلیں‘ انہوں نے کہا چھوڑو! بڑے مولوی سن رکھے ہیں‘ لیکن بندہ اصرار کر کے ساتھ لے گیا‘ وہ صاحب گئے تو بس نا چاہتے ہوئے تھے مگر حضرت کا وعظ سننے کے بعد بہت حیران اور متاثر تھے کہ انہوں نے اپنے وعظ میں ایک بات بھی ضرورت سے زائد نہیں فرمائی‘ ہر بات ضرورت کی تھی‘ انہوں نے پھر ہم سے حضرت مفتی صاحب کے وعظ کی کیسٹ بھی مانگی کہ حضرت کا وعظ میں اپنے پاس رکھوں گا۔

بندہ کو حضرت مفتی صاحب کی معیت میں

اسفار کی سعادت بھی نصیب ہوئی' دوران سفر رات کو خواہ جس قدر دیر سے سوئے مگر سحر کو حضرت مفتی صاحب کو مصلی پر سربسجود ہی پایا' آپ کے جنازے کے اجتماع میں کبیر والا کے عوام میں سے ایسے لوگوں کو روتے دیکھا جن کا ظاہراً حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے کوئی گہرا تعلق نہ تھا وہ کہہ رہے تھے کہ ہمیں جب بھی کوئی مسئلہ پیش آتا تھا تو ہمیں حضرت مفتی صاحب کی ہمارے شہر میں موجودگی کے احساس سے ہی راحت ملتی تھی کہ کوئی پریشانی کی بات نہیں' حضرت مفتی صاحب کے پاس جاکر اپنا مسئلہ حل کرالیں گے' اب ہم کس کے پاس جائیں گے؟

حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مزاج میں دو خوبیاں ایسی تھیں جو اس دور میں تقریباً نایاب ہیں' ایک تو اعتدال کہ آپ کی طبیعت اعتدال کے سانچے میں ڈھلی ہوئی تھی' دوسرے تحمل' آپ کی گفتگو اور وعظ انتہائی برمحل اور سامعین کی ضرورتوں کے عین مطابق ہوتا تھا' سکھر تشریف لے جاتے تو سکھر کے گردونواح میں جہاں جہاں آپ کے بیانات ہوتے' حضرت ڈاکٹر حفیظ اللہ رحمۃ اللہ علیہ خود ساتھ تشریف لے جاتے اور بیان کے دوران آپ کے ساتھ کان لگا کر بیٹھتے اور وعظ نوٹ بھی کرتے رہتے تھے۔

ادارہ تالیفات اشرفیہ کے افتتاح کے موقع پر حضرت مفتی صاحب تشریف لائے تھے اور وعظ فرمایا تھا' لوگ دنگ رہ گئے تھے کہ حضرت نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کی تجارت کے موضوع پر ایسا وعظ فرمایا کہ شاید ہی ویسا وعظ اور کسی نے کہا ہو یا سنا ہو؟

آپ کی مجلس اور وعظ نورانیت سے بھرپور ہوتے' آپ کے وعظ سے عمل کا جذبہ پیدا ہوتا تھا' ایک مرتبہ جب آپ سکھر کا دس روزہ دورہ مکمل کرکے واپس کبیر والا تشریف لے گئے تو حضرت ڈاکٹر حفیظ اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے مکتوب ارسال فرمایا' اس میں تحریر فرمایا:

''الحمدللہ! یہ دس دن بہت ہی اچھے گزر گئے' سارا ماحول نورانی بن گیا' لوگوں کے ایمان تازہ ہوگئے' حق تعالیٰ اس نورانیت کو تادیر قائم رکھیں۔''

حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے علم و عمل اور تقویٰ و پرہیزگاری کے پس منظر میں جس مثالی کردار کی تعمیر ہوئی' اس کی بھی ایک جھلک ملاحظہ فرمائیں اور غور کریں کہ آپ نے اپنے گھر کے ماحول کی تربیت کن اعلیٰ دینی اقدار پر کی تھی۔

جب آپ کا انتقال ہوا تو گھر والوں نے ایک کمرے میں آپ کی چارپائی بھی رکھی اور خود بھی سب اسی کمرے میں حضرت کے اردگرد جمع ہوکر بیٹھ گئے' باہر سے کوئی خاتون آئی تو اسے گھر کے دروازہ ہی پر سے یہ کہہ کر واپس کردیا کہ ہمارے گھر میں ایک دن کا مہمان ہے' ہم بہت مصروف ہیں' لہٰذا ابھی نہیں مل سکتے۔

اس طرح کسی غیر محرم خاتون کو حضرت کے قریب بھی نہ آنے دیا اور خود بھی آخری دیدار جی بھر کر کرلیا' ورنہ عام طور پر گھر کی خواتین ایسے مواقع پر ہوش وحواس کھودیتی ہیں اور کوئی خیال نہیں رہتا۔ رحمۃ اللہ رحمۃ واسعۃ۔

☆☆..........☆☆

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نیا نبی نہیں آئے گا

تاریخ نبوت پر جب نظر ڈالی جاتی ہے تو اس میں صرف دو ہی قسم کی نبوتیں ملتی ہیں: ایک تشریعی' دوسری غیر تشریعی اور یہ دونوں براہ راست نبوتیں ہیں تو اب نبوت کی ایک اور تیسری قسم (یعنی ظلی' بروزی اور بالواسطہ نبوت) کا تراشنا تاریخ نبوت کے خلاف ہے۔ قرآن وحدیث میں کوئی ایک آیت اور ایک حدیث بھی دستیاب نہیں ہوسکتی جس میں آنے والی امت میں سے کسی کو نبی کہا گیا ہو اور نہ ہی دنیا کی تاریخ میں کوئی ایسا نبی بتلایا جاسکتا ہے جو کسی نبی کے واسطہ اور اس کے اتباع کے صلہ میں انعامی طور پر نبی بنادیا گیا ہو۔

احادیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہر قسم کی نبوت کی نفی کردی گئی ہے اور کسی تفصیل کے بغیر ''لا نبی بعدی'' (میرے بعد کوئی نبی نہیں) کہہ دیا گیا ہے۔ اسی لئے آپؐ کے بعد مدعی نبوت کو کذاب و دجال کہا جارہا ہے' کسی حدیث سے ظلی و بروزی نبوت کی تقسیم ثابت نہیں ہوتی۔ بہرآخر کس دلیل سے نبوت کی ایک تیسری قسم مان کر اس کو جاری قرار دیا جائے؟ کیا آیت ''خاتم النبیین'' کے عموم میں محض اختراعی تقسیم کی وجہ سے تخصیص پیدا کرکے قرآن کریم میں کھلی تحریف کا ارتکاب کرلیا جائے؟

ختم نبوۃ

مالیخولیا اور مرزائیت

مالیخولیا اور مرزائیت کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔ مرزائیت کے بانی مرزا غلام احمد قادیانی میں مراق یا مالیخولیا کی بیماری کی علامات کامل طور پر پائی جاتی تھیں' فاضل مؤلف کی تحقیق کے مطابق مرزا غلام احمد قادیانی کے بلند بانگ دعاوی کی ایک اہم وجہ اسے مراق کی بیماری کا لاحق ہونا ہے' حضرت مؤلف اپنی اس تحقیق کو خود مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کی ذریت کی تحریرات سے کس طرح ثابت کرتے ہیں؟ اس کے لئے درج ذیل مضمون ملاحظہ فرمائیے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مرزا غلام احمد قادیانی کی نبوت ان کی امت میں ایک چیستان اور ایک معما بنی ہوئی ہے' نبوت مرزا کے بارے میں مرزائی امت کے مختلف فرقے مختلف' عقیدے رکھتے ہیں' اور ہر فرقہ مرزا غلام احمد قادیانی کے اقوال سے اپنے دعویٰ پر سند لاتا ہے' مرزائی امت کے چند فرقوں کے عقائد کا خلاصہ درج ذیل ہے:

۱:...... غیر حقیقی نبی: لاہوری فرقے کا دعویٰ ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی چودھویں صدی کے مجدد اور غیر حقیقی نبی تھے۔

۲:...... غیر تشریعی نبی: فرقہ ربوہ کا عقیدہ یہ ہے کہ وہ غیر تشریعی مگر حقیقی نبی تھے۔

۳:...... تشریعی نبی: اروپی فرقے کا عقیدہ تھا کہ وہ تشریعی نبی تھے۔ ان کے دلائل کا خلاصہ حسب ذیل ہے:

(الف) مرزا غلام احمد قادیانی کی وحی کے الفاظ ٹھیک وہی ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر صاحب شریعت رسولوں کی وحی کے ہیں' لہٰذا اگر موسیٰ' عیسیٰ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم صاحب شریعت رسول ہیں تو مرزا غلام احمد قادیانی بھی یہی شان رکھتے ہیں۔

(ب) مرزا غلام احمد قادیانی نے اربعین نمبر ۴ کے صفحہ ۷ پر اپنے صاحب شریعت ہونے کا کھل کر اعلان کیا ہے۔

(ج) مرزا غلام احمد قادیانی حکم ہو کر آئے تھے کہ جس حکم کو چاہیں باقی رکھیں اور جس کو چاہیں رد کریں' اور یہ صاحب شریعت ہی کا منصب ہے۔

(د) مرزا غلام احمد قادیانی نے جہاد اور جزیہ کو منسوخ کیا اور قادیان کو قبلہ مقرر کیا۔

(ہ) مرزا قادیانی کا کلمہ "لا الٰہ الا اللہ احمد جری اللہ" تھا' اس عقیدہ کا اظہار ظہیر الدین اروپی کے رسائل میں کیا گیا ہے۔

مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

۴:...... نبی ساز نبی: امت مرزائیہ کے ایک فرقہ کا عقیدہ تھا کہ مرزا قادیانی نہ صرف رسول ہیں بلکہ ان کی پیروی سے نبوت ملتی ہے۔ ان کی دلیل یہ تھی کہ مرزا قادیانی نے کثرت مکالمہ ومخاطبہ کا نام نبوت رکھا تھا' اور یہ بھی فرمایا تھا کہ وہ دین لعنتی اور قابل نفرت ہے' جس میں یہ سلسلہ جاری وساری نہ ہو۔ اب اگر مرزا غلام احمد قادیانی کے بعد نبوت کا سلسلہ ٹوٹ جائے تو ان کا دین بھی لعنتی بن جاتا ہے۔ اس دلیل سے بہت سے "قادیانی نبی" مبعوث ہوئے' یہاں تک کہ "قادیانی انبیا" کی بہتات سے مرزا محمود احمد (خلیفہ قادیان) بوکھلا اٹھے اور خطبہ میں فرمایا:

"دیکھو! ہماری جماعت میں ہی کتنے مدعی نبوت کھڑے ہوگئے ہیں۔ میں ان میں سے سوائے ایک کے سب کے متعلق یہ خیال رکھتا ہوں کہ وہ اپنے نزدیک جھوٹ نہیں بولتے' واقعہ میں انہیں الہام ہوئے' اور کوئی تعجب کی بات نہیں اب بھی ہوتے ہوں' مگر نقص یہ ہوا کہ انہوں نے اپنے الہاموں کو سمجھنے میں غلطی کھائی ہے (یہی غلطی مرزا غلام احمد نے تو نہیں کھائی؟ ناقل) ان میں سے بعض سے مجھے ذاتی واقفیت ہے' اور میں گواہی دے سکتا ہوں کہ ان میں اخلاص پایا جاتا تھا' خشیت اللہ پائی جاتی تھی' آگے خدا تعالیٰ ہی جانتا ہے کہ میرا یہ خیال کہاں تک درست ہے' مگر ابتدا' میں ان کی حالت مخلصانہ تھی...... ان کے الہاموں کا ایک حصہ خدائی الہاموں کا تھا مگر نقص یہ ہوا کہ انہوں نے الہاموں کی حکمت کو نہ سمجھا اور ٹھوکر کھا گئے (غالباً یہی ٹھوکر مرزا غلام احمد کو بھی لگی۔ ناقل)۔"

(الفضل ۳۰/ مارچ ۱۹۲۸ء)

۵:...... معبود ومسجود: کھیروی فرقے کا عقیدہ تھا کہ مرزا غلام احمد قادیانی معبود ومسجود ہیں اور قادیان بیت اللہ شریف ہے' صاحبزادہ مرزا بشیر احمد ایم اے "سیرۃ المہدی" میں لکھتے ہیں:

"ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے

ختم نبوة

مجھ سے بیان کیا کہ جب حضرت مسیح موعود نے پسر موعود کی پیشگوئی شائع فرمائی (جو بدقسمتی سے پوری نہ ہوسکی۔ ناقل) تو آپ کی زندگی ہی میں ایک شخص نور محمد نامی جو پٹیالہ کی ریاست میں ''کھیڑو'' گاؤں کا رہنے والا تھا' پسر موعود ہونے کا مدعی بن بیٹھا اور بعض جاہل طبقہ کے لوگ اس نے اپنے مرید کرلئے۔ یہ لوگ قادیان کی طرف منہ کرکے نماز پڑھا کرتے تھے' اور ایک دفعہ ان کا ایک وفد قادیان بھی آیا تھا۔ انہوں نے حضرت صاحب کو سجدہ کیا' مگر حضرت صاحب نے سختی سے منع فرمایا۔ وہ لوگ چند روز رہ کر واپس چلے گئے اور پھر نہیں دیکھے گئے۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ ایسے مجانین اور غالی لوگوں کا وجود ہر قوم میں ملتا ہے۔'' (سیرۃ المہدی صفحہ ۲۳۲ ج ۳)

سیرۃ المہدی کے مؤلف نے مرزا غلام احمد قادیانی کے ان پرستاروں پر مجنون اور غالی ہونے کا فتویٰ لگایا ہے حالانکہ مرزا غلام احمد قادیانی کے الہامات کی روشنی میں ان کا عقیدہ بالکل صحیح تھا۔ دیکھئے مرزا غلام احمد قادیانی نے ''بروز عیسیٰ'' ہونے کا دعویٰ کیا اور تمام قادیانیوں نے ان کو سچ مچ ''عیسیٰ'' مان لیا' پھر مرزا غلام احمد قادیانی نے ''بروز محمد'' ہونے کا دعویٰ کیا اور قادیانی دانشوروں نے ان کو سچ مچ ''عین محمد'' مان لیا' ٹھیک اسی اصول پر مرزا قادیانی نے ''بروز خدا'' ہونے کا دعویٰ کیا اب اگر ان کو کچھ لوگ سچ مچ ''خدا'' مان لیں تو ان کو مجنون اور غالی کیوں کہا جائے؟

جب یہ اصول تمام قادیانی امت کو مسلم ہے کہ ''بروز'' اپنے ''اصل'' ہی کا حکم رکھتا ہے' اسی ''قادیانی اجماع'' کی بنا پر مرزا غلام احمد قادیانی کو ''مسیح موعود'' اور محمد ثانی تسلیم کیا گیا' کیونکہ وہ ''بروز محمد'' ہونے کے مدعی تھے تو مرزا غلام احمد قادیانی کو ''بروز خدا'' کے مدعی ہونے کی وجہ سے خدا کیوں نہ مانا جائے؟ آخر یہ کیا منطق ہے کہ بروزی نکتہ کے تحت مرزا غلام احمد قادیانی کو ''عیسیٰ'' اور ''محمد'' ماننے والے تو عقلمند اور ہوشیار کہلائیں اور ''بروز خدا'' ماننے والے مسکینوں پر مجنون اور غالی ہونے کا فتویٰ صادر کردیا جائے؟

شاید کسی کو وسوسہ ہو کہ حضرت قادیانی نے ان کو سختی سے منع فرمادیا تھا۔ اس لئے ان کا مؤقف غلط ہے۔ قادیانی اصول کے مطابق اس کا جواب بہت آسان ہے' وہ یہ کہ اس وقت تک حضرت قادیانی کو یہ سمجھ نہیں آئی تھی کہ الہامات میں ان کو ''خدائی کا منصب'' عطا کیا گیا ہے۔ ٹھیک جس طرح کہ مرزا محمود قادیانی کے دعوئی کے مطابق حضرت قادیانی ۱۹۰۱ء تک یہ نہیں سمجھ سکے تھے کہ ان کو ''منصب نبوت'' عطا کیا گیا ہے' اور یہ تاویل بھی ممکن ہے کہ حضرت صاحب نے ''فتنہ کے خوف'' سے انہیں منع فرمادیا ہو' ٹھیک جس طرح کہ حضرت صاحب نے ''ایک نبی آیا'' کا الہام فتنہ کے خوف سے مدت تک چھپائے رکھا۔ بہرحال قادیانی اصول کے مطابق ''بندگان بروز خدا'' کو پاگل اور غالی کہنا قادیانی امت کی کورچشمی ہے۔

۲:.......مراقی نبی: یہ تو ان لوگوں کے عقائد تھے جو مرزا غلام احمد قادیانی کے ''الہامات'' پر ایمان لاتے ہیں' مگر امت مسلمہ کا عقیدہ یہ ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے بلند بانگ...... مگر بے مغز...... دعوے ''مراق'' کا کرشمہ تھے کیونکہ مرزا غلام احمد قادیانی کو بھی اپنے مراق کا اقرار ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں:

الف:.......''دیکھو! میری بیماری کی نسبت بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشگوئی کی تھی جو اسی طرح وقوع میں آئی۔ آپ نے فرمایا تھا کہ مسیح جب آسمان سے اترے گا تو دو زرد چادریں اس نے پہنی ہوں گی' سو اسی طرح مجھ کو دو بیماریاں ہیں ایک اوپر کے دھڑ کی اور ایک نیچے کے دھڑ کی یعنی مراق اور کثرت بول۔''

(ملفوظات ص ۴۴۵ ج ۸)

ب:.......''میرا تو یہ حال ہے کہ دو بیماریوں میں ہمیشہ سے مبتلا رہتا ہوں پھر بھی آج کل میری مصروفیت کا یہ حال ہے کہ رات کو مکان کے دروازے بند کرکے بڑی بڑی رات تک بیٹھا کام کرتا رہتا ہوں' حالانکہ زیادہ جاگنے سے مراق کی بیماری ترقی کرتی جاتی ہے۔ دوران سر کا دورہ زیادہ ہوجاتا ہے مگر میں اس بات کی پرواہ نہیں کرتا اور اس کام کو کئے جاتا ہوں۔''

(ملفوظات مرزا ص ۳۷۶ ج ۲)

ج:.......''حضرت خلیفۃ المسیح الاول نے حضرت مسیح نے حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) سے فرمایا کہ حضور! غلام نبی کو مراق ہے تو حضور نے فرمایا کہ ایک رنگ میں سب نبیوں کو مراق ہوتا ہے (نعوذ باللہ) اور مجھ کو بھی ہے۔''

(سیرۃ المہدی ص ۳۰۴ ج ۳)

اس اقرار و اعتراف سے قطع نظر مرزا غلام احمد قادیانی میں مراق کی علامات بھی کامل طور پر جمع تھیں' مرزا بشیر احمد ایم اے سیرۃ المہدی میں اپنے ماموں ڈاکٹر میر محمد اسماعیل قادیانی کی ''ماہرانہ شہادت'' نقل کرتے ہیں کہ:

د:.......''ڈاکٹر میر محمد اسماعیل نے مجھ سے بیان کیا کہ میں نے کئی دفعہ حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد) سے سنا ہے کہ مجھے ہسٹریا ہے' بعض اوقات آپ مراق بھی فرمایا کرتے تھے' لیکن دراصل بات یہ ہے کہ آپ کو دماغی محنت اور شبانہ روز تصنیف کی مشقت کی وجہ سے بعض ایسی عصبی علامات پیدا ہوجایا کرتی تھیں جو ہسٹریا (اور مراق) کے مریضوں میں بھی عموماً دیکھی جاتی ہیں' مثلاً کام کرتے کرتے یک دم ضعف ہوجانا' چکروں کا آنا' ہاتھ پاؤں کا

سرد ہوجانا' گھبراہٹ کا دورہ ہوجانا' یا ایسا معلوم ہونا کہ ابھی دم نکلتا ہے یا کسی تنگ جگہ یا بعض اوقات زیادہ آدمیوں میں گھر کر بیٹھنے سے دل کا سخت پریشان ہونے لگنا وغیرہ ذلک (مثلاً بدہضمی' اسہال' بدخوابی' تفکر' استغراق' بدحواسی' نسیان' ہذیان' تخیل پسندی' طویل بیانی' اعجاز نمائی' مبالغہ آرائی' دشنام طرازی' فلک پیا دعوے' کشف و کرامات کا اظہار' نبوت ورسالت' فضیلت و برتری کا ادعا' خدائی صفات کا تخیل وغیرہ وغیرہ۔ اس قسم کی بیسیوں مراق علامات مرزا صاحب میں پائی جاتی تھیں)۔"

(سیرۃ المہدی ص۵۵ ج۲)

مرزا صاحب کو مراق کا عارضہ غالباً موروثی تھا' ڈاکٹر شاہنواز قادیانی لکھتے ہیں:

"......جب خاندان سے اس کی ابتدا ہو چکی تھی تو پھر اگلی نسل میں بے شک یہ مرض منتقل ہوا چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی نے فرمایا کہ مجھ کو بھی کبھی کبھی مراق کا دورہ ہوتا ہے۔"

(ریویو آف ریلیجنز بابت اگست۱۹۲۶ء ص۱۱)

ڈاکٹر صاحب کے نزدیک مرزا صاحب کے مراق کا سبب اعصابی کمزوری تھی' لکھتے ہیں:

"واضح ہو کہ حضرت صاحب کی تمام تکالیف مثلاً دوران سر' دردسر' کمی خواب' تشنج دل' بدہضمی' اسہال' کثرت پیشاب اور مراق وغیرہ کا صرف ایک ہی باعث تھا اور وہ عصبی کمزوری تھا۔"

(ریویو مئی ۱۹۲۷ء ص۲۶)

مراق کی علامات میں اہم ترین علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ:

"مالیخولیا کا کوئی مریض خیال کرتا ہے کہ میں بادشاہ ہوں' کوئی یہ خیال کرتا ہے کہ میں خدا ہوں' کوئی یہ خیال کرتا ہے کہ میں پیغمبر ہوں۔"

(بیاض حکیم نورالدین ص۲۱۲ ج۱۰)

یہ تمام علامات مرزا صاحب میں بدرجہ اتم پائی جاتی ہیں' انہوں نے "آریوں کا بادشاہ" ہونے کا دعویٰ کیا' نبوت سے خدائی تک کے دعوے بڑی شدو مد سے کئے' انبیاء کرام سے برتری کا دم بھرا' دس لاکھ معجزات کا ادعا کیا' مخلوق کو ایمان لانے کی دعوت دی' اور نہ ماننے والوں کو منکر' کافر اور جہنمی قرار دیا' انبیاء علیہم السلام کی تنقیص کی' صحابہ کرام کو نادان اور احمق کہا' اولیائے امت پر سب وشتم کیا' مفسرین کو جاہل کہا' محدثین پر طعن کیا' علمائے امت کو یہودی کہا اور پوری امت کو فیج اعوج اور گمراہ کہا اور فحش کلمات سے ان کی تواضع کی۔ یہ کام کسی مجدد یا ولی کا نہیں ہوسکتا بلکہ اس کو مراق کی کرشمہ سازی ہی کہا جاسکتا ہے۔

ادنیٰ فہم کا آدمی سمجھ سکتا ہے کہ کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ میں اللہ تعالیٰ کے سوا کسی خدا کی گنجائش نہیں' اب اگر ایک شخص سر بازار کھڑا ہو کر یہ تقریر کرے کہ:

"اس میں اللہ تعالیٰ کے ماسوا کی نفی کی گئی ہے اور یہ فقیر اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں اس قدر کامل اور فنافی اللہ کے مقام میں اس قدر راسخ ہے کہ میرا وجود بعینہ خدا کا وجود ہے' اس لئے میرے دعویٰ خدائی سے لا الہ کی مہر نہیں ٹوٹتی' بلکہ خدا کی چیز خدا ہی کے پاس رہتی ہے' اور یہ کہ میں نے خدائی کمالات' خدا میں گم ہو کر پائے ہیں' میرا وجود درمیان نہیں' اس لئے میرے خدا ہونے سے لا الہ الا اللہ کی صداقت میں فرق نہیں آتا۔"

تو فرمایئے کہ اس فصیح البیان مقرر کے بارے میں علماء کیا فیصلہ کریں گے؟ کیا لا الہ الا اللہ کی اس عجیب وغریب تفسیر کو کرشمہ مراق نہیں قرار دیا جائے گا؟

اب دیکھئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم النبیین ہونا "امت اسلامیہ" کا قطعی عقیدہ ہے اور اس کے معنی آج تک یہی سمجھے گئے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے متواتر ارشاد "انا خاتم النبیین لا نبی بعدی" میں بیان فرمائے' (یعنی میں آخری نبی ہوں میرے بعد کسی کو نبوت عطا نہیں کی جائے گی) لیکن ایک شخص سر بازار کھڑا ہو کر "لا نبی بعدی" کی یہ تقریر کرتا ہے کہ:

"اگر کوئی شخص اسی خاتم النبیین میں ایسا گم ہو کہ بباعث نہایت اتحاد اور نفی غیریت کے اسی کا نام پالیا ہو اور صاف آئینہ کی طرح محمدی چہرہ کا اس میں انعکاس ہو گیا ہو تو وہ بغیر مہر توڑنے کے نبی کہلائے گا' کیونکہ وہ محمد ہے گو ظلی طور پر' پس باوجود اس شخص کے دعویٰ نبوت کے' جس کا نام ظلی طور پر محمد اور احمد رکھا گیا ہے پھر بھی سیدنا خاتم النبیین ہی رہا' کیونکہ یہ محمد ثانی اسی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تصویر اور اسی کا نام ہے۔"

(ایک غلطی کا ازالہ ص۵ خزائن ج۱۸ ص۲۰۹)

اور پھر وہ فلسفہ کو اپنی ذات پر چسپاں کرتے ہوئے کہتا ہے:

"چونکہ میں ظلی طور پر محمد ہوں' صلی اللہ علیہ وسلم پس اس طور پر خاتم النبیین کی مہر نہیں ٹوٹی' کیونکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت محمد تک ہی محدود رہی۔"

(ازالہ اوہام ص۸ خزائن ج۱۸ ص۲۱۲)

اور یہ کہ:

"تمام کمالات محمدی مع نبوت محمدیہ کے میرے آئینہ ظلیت میں منعکس ہیں تو پھر کون سا الگ انسان ہوا جس نے علیحدہ طور پر نبوت کا دعویٰ کیا؟" (ایضاً)

اور یہ کہ:

"میرا نفس درمیان نہیں ہے بلکہ محمد

مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے' اسی لحاظ سے میرا نام محمد اور احمد ہوا پس نبوت اور رسالت کسی دوسرے کے پاس نہیں گئی محمد کی چیز محمد کے پاس ہی رہی۔"

(ازالہ اوہام ص۱۲ خزائن ج ۱۸ ص ۲۱۶)

بتائیے! اس کی توجیہ اس کے سوا اور کیا ہو سکتی ہے کہ یہ "سلطان القلم" غلبہ سودا اور جوش مراق کا شکار ہے۔

مرزائی امت سے ایک سوال:

اگر قیامت کے دن قادیانیوں کے مسیح موعود مرزا غلام احمد قادیانی سے سوال ہو کہ تو نے حضرت خاتم نبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دعویٰ کر کے کیوں لوگوں کو گمراہ کیا۔ اور اس کے جواب میں مرزا صاحب عرض کرے کہ یا اللہ! یہ سب کچھ میں نے مراق کی وجہ سے کیا تھا؟ اور اپنے مراقی ہونے کا اظہار بھی خود اپنی زبان و قلم سے کر دیا تھا۔ اب ان "عقلمندوں" سے پوچھئے کہ انہوں نے "مراق کے مریض" کو "مسیح موعود" کیوں مان لیا تھا؟ تو قادیانی امت بتائے کہ اس کے پاس اس دلیل کا کیا جواب ہوگا؟

۴:......قرآن کی آیت ہے:

"اے نبی! آپ نے اللہ تعالیٰ کی حلال کردہ چیز کو حرام کیوں کر لیا۔" (التحریم)

اس آیت سے یہ پتہ چلتا ہے کہ نبی نے اس چیز کو اپنے اوپر حرام کر لیا تھا جو اللہ تعالیٰ نے حلال کی تھی' وہ چیز کیا تھی؟ اور آپ نے کیوں اسے حرام کیا تھا؟ اس کی وضاحت حدیث سے ہوئی ہے' آگے اسی سورۃ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"اور جب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی کسی بی بی سے ایک بات چپکے سے بتادی' پھر جب اس بی بی نے وہ بات دوسری بی بی کو بتادی اور اللہ تعالیٰ نے پیغمبر کو اس کی خبر دے دی تو پیغمبر نے (اس ظاہر کرنے والی بی بی پر) تھوڑی بات تو جتلا دی اور تھوڑی بات ٹال گئے۔"

اس آیت سے صرف اتنا معلوم ہوا کہ آپؐ نے اپنی بیوی سے ایک راز کی بات کہی' اس نے دوسری بیوی کو بتادی اور اللہ تعالیٰ نے اس کی خبر اپنے نبی کو دے دی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ بات اس میں سے ظاہر کر دی اور کچھ ٹال دی لیکن وہ بات کیا تھی جو آپ نے اپنی بیوی کو بتائی؟ اور وہ بیوی کون تھی؟ اس نے دوسری کون سی بیوی کو وہ بات بتائی؟ اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کون سی بات ظاہر کر دی؟ اور کون سی بات ٹال دی؟ یہ سب تفصیل حدیث سے معلوم ہوئی ہے اور اس طرح قرآن کی آیت بالکل واضح ہو جاتی ہے اور اس کا مفہوم سمجھ میں آجاتا ہے۔

۵:......قرآن کی ایک اور آیت ہے:

"اور جن اہل کتاب نے ان کی مدد کی تھی اللہ نے انہیں ان کے حلقوں سے اتارا اور ان کے دلوں میں تمہارا رعب ڈال دیا' پھر بعض کو تم قتل کرنے لگے اور بعض کو قید' اور اللہ نے تمہیں ان کی زمین' ان کے گھر اور ان کے مال کا مالک بنا دیا اور اس زمین کا بھی جہاں تمہارے قدم نہیں پہنچے تھے۔" (احزاب)

یہ اہل کتاب کون تھے؟ ان کے قلعے کہاں تھے؟ کس کو قتل کیا؟ کسے قید کیا؟ اس کی تفصیل کیا ہے؟ اور ان کی جائیداد کہاں تھی جس کا مالک بنایا؟ اور وہ زمین جہاں قدم نہیں پہنچے' اس سے کون سی زمین مراد ہے؟ یہ سب باتیں حدیث کے بغیر قرآن سے معلوم نہیں ہو سکتیں۔

یہ صرف چند مثالیں ہیں' ورنہ قرآن کی بہت سی آیات قصہ طلب ہیں' بہت سی آیات شان نزول کے بغیر سمجھ میں نہیں آتیں' بہت سی آیات ایسی ہیں جو تشریح طلب ہیں' اس لئے قرآن کریم کو حدیث کی مدد کے بغیر سمجھنا ناممکن ہے۔

عقل سلیم کا تقاضا بھی یہی ہے کہ وہ قرآن جس کے ایک ایک لفظ میں حقائق و معارف کے چشمے پوشیدہ ہیں' جو ایک کتاب ہے اور فصاحت و بلاغت کا اعلیٰ نمونہ ہے' جس کے کلمات میں علوم کے انبار موجود ہے' ایسے کلام کی تشریح تو وہی ذات کر سکتی ہے جو قرآن کے رموز و اسرار سے واقف ہو' اس سے آشنا ہو' جو مراد ربانی کو خوب سمجھتا ہو' اور یہ ہستی صرف اور صرف نبی کی ذات ہے' اور نبی کو ہی یہ حق ہے کہ وہ اس کلام ربانی کی تشریح کرے' اسی وجہ سے قرآن کریم میں جا بجا اللہ کی اطاعت کے ساتھ رسول کی اطاعت کا ذکر کیا ہے۔

امام احمد بن حنبلؒ "الصارم المسلول" میں فرماتے ہیں کہ:

"میں نے قرآن پاک میں غور کیا تو معلوم ہوا کہ تینتیس مقامات پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کا حکم دیا گیا۔"

(ص۵۵)

صرف اطاعت ہی کا حکم نہیں دیا بلکہ صاف فرما دیا گیا کہ:

"قسم ہے آپ کے رب کی! وہ مومن نہیں ہو سکتے' جب تک کہ آپ کو اپنا منصف اور حاکم نہ بنالیں ان جھگڑوں میں جو ان کے درمیان ہوں' اور پھر اپنے دل میں کسی قسم کی تنگی نہ پائیں' آپ کے فیصلے کو خوشی سے قبول کر لیں۔" (النساء)

ایمان کا دار و مدار آپ کی اطاعت پر رکھا گیا اور سورۂ احزاب میں صاف طور پر اعلان کر دیا کہ اللہ اور اس کے رسول کے فیصلے کے بعد کسی مومن مرد و عورت کو کوئی اختیار نہیں۔

یہ سب باتیں بتا رہی ہیں کہ اسلام کو سمجھنے کے لئے جس طرح قرآن ضروری ہے اسی طرح حدیث بھی ضروری ہے' ان دونوں میں سے کسی کو نہیں چھوڑا جا سکتا' اللہ تعالیٰ ہمیں قرآن و حدیث کے مطابق زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

☆☆..........☆☆

نعت رسول مقبول ﷺ

حکیم خان حکیم

منزل عشق کی انتہا مصطفیٰؐ
اپنے رب کے ہیں دلربا مصطفیٰؐ
ساری دنیا کی ہم کو بھلائی ملی
مل گئے جب ہمیں رہنما مصطفیٰؐ
آپ آئے تو سب کو ہدایت ملی
کر گئے ہم سب کا بھلا مصطفیٰؐ
عدل و انصاف ہوتا تھا پیش نظر
جب بھی کرتے کوئی فیصلہ مصطفیٰؐ
آپ کو رب نے ایسا بنایا شفیق
دشمنوں سے بھی کرتے وفا مصطفیٰؐ
حکیمؔ اپنے رب کی رضا کے لئے
ہوئے دین حق پر فدا مصطفیٰؐ

عقیدہ ختم نبوت کی سربلندی، تحفظ ناموسِ رسالت اور فتنہ قادیانیت کے استیصال کے لئے

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ساتھ

تعاون کی اپیل

قربانی کی کھالیں

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

کو دیجئے

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا تعارف :

☆ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملت اسلامیہ کی بین الاقوامی تبلیغی واصلاحی جماعت ہے۔ ☆ یہ جماعت ہر قسم کے سیاسی مناقشات سے علیحدہ ہے۔

☆ تبلیغ اقامت دین خصوصاً عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ اس کا طرۂ امتیاز ہے۔ ☆ اندرون وبیرون ملک ۵۰ دفاتر ومراکز ۲ دینی مدارس ہمہ وقت مصروف عمل ہیں۔

☆ لاکھوں روپے کا لٹریچر اردو، عربی، انگریزی اور دنیا کی دیگر زبانوں میں چھاپ کر پوری دنیا میں مفت تقسیم کیے جاتے ہیں۔

☆ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیرِ اہتمام ہفت روزہ "ختم نبوت" کراچی اور ماہنامہ "لولاک" ملتان سے شائع ہو رہے ہیں۔

☆ چناب نگر (ربوہ) میں مجلس کی سرگرمیاں جاری ہیں اور وہاں دو عالی شان مسجدیں اور دو مدرسے چل رہے ہیں۔

☆ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی دفتر ملتان میں دار المبلغین قائم ہے۔ جہاں علماء کو ردِ قادیانیت کا کورس کرایا جاتا ہے، مدرسہ اور دار التصنیف بھی مصروف عمل ہیں۔

☆ ملک بھر میں اہل اسلام اور قادیانیوں کے درمیان بہت سے مقدمات قائم ہیں۔ جن کی پیروی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کر رہی ہے۔

☆ ہر سال دنیا بھر میں عالمی مجلس کے مبلغین، تبلیغ اسلام اور تردید قادیانیت کے سلسلے میں دورے پر رہتے ہیں۔

☆ اس سال بھی حسب سابق برطانیہ میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی اور امریکہ میں بھی متعدد کانفرنسیں منعقد کی گئیں۔ ☆ افریقہ کے ایک ملک مالی میں مجلس کے رہنماؤں کی کوششوں سے ۳۰ ہزار قادیانیوں نے اسلام قبول کیا۔

یہ سب : اللہ تبارک وتعالیٰ کی نصرت اور آپ کے تعاون سے ہو رہا ہے۔

اس کام میں : مخیر دوستوں اور دردمندان ختم نبوت سے درخواست ہے کہ وہ قربانی کی کھالیں، زکوٰۃ، صدقات اور عطیات عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کو دے کر اس کے بیت المال کو مضبوط کریں

☆ رقوم دیتے وقت مد کی صراحت ضروری ہے تاکہ اسے شرعی طریقہ سے مصرف میں لایا جاسکے۔

اکاؤنٹ نمبر: UBL-3464 حرم گیٹ برانچ ملتان، NBL-7734, PB-310 حسین آگاہی ملتان

اکاؤنٹ نمبر: NBL-300487-9 ایم اے جناح روڈ برانچ، ABL-927-2 بنوری ٹاؤن برانچ کراچی

شیخ المشائخ حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب
امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان

حضرت سید نفیس الحسینی
نائب امیر مرکزیہ

حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری
مرکزی ناظم اعلیٰ

ترسیل زر کے لئے مرکزی دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، حضوری باغ روڈ ملتان، فون: 514122، Fax:542277
دفتر ختم نبوت، پرانی نمائش، ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: 7780337 - 7780340